عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۱۶ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۴۵

عالمی علماء و مشائخ کانفرنس

دینی مدارس اور انتہا پسندی

ایس ایم ایس کا استعمال

مرزائیت سے توبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

باپ کی جائیداد میں بہن، بھائیوں کا حصہ

اہلیہ محمد علی، کراچی

س:...... ہمارے والد کے انتقال کو ۲۰ سال ہو چکے ہیں، ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں، والدہ بھی ۸ ماہ پہلے انتقال کر چکی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا ایک کارخانہ ہے جو انہوں نے ۵۵ سال پہلے کرایہ پر لیا تھا اور اس میں بکری کا سامان بنتا ہے، وہ کارخانہ والد کے انتقال کے بعد سے ہی ہمارے ایک بھائی کے پاس ہے اور اس کارخانہ سے وہ اکیلا ہی فائدہ اٹھا رہا ہے، ہمارا یہ بھائی ماشاء اللہ بہت صاحب حیثیت ہے، کارخانہ کا مالک انتقال کر چکا ہے اور اس کا کرایہ تقریباً ۲۸ سال سے کوئی لینے نہیں آرہا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ جو بھائی اس کارخانے پر قابض ہے تو کیا اس کا قبضہ جائز ہے جبکہ اس کارخانے سے وہ لاکھوں روپے ماہانہ کماتا ہے اور کسی دوسرے بہن بھائی کو اس میں سے کوئی حصہ نہیں دیتا بلکہ وہ تو کارخانہ میں کسی کو داخل تک ہونے نہیں دیتا۔

نوٹ: ۵۵ سال تقریباً والد صاحب نے اپنی محنت سے کارخانہ چلایا، اس میں بھائی کا کوئی پیسہ نہیں لگا، بلکہ سارا پیسہ والد صاحب کا ہی ہے۔ مزید یہ کہ کارخانہ کے مالک کا پوتا بھی موجود ہے مگر اس کے پاس کارخانہ کے کاغذات نہیں ہیں۔

ج:...... آپ کے والد مرحوم نے جو کارخانہ کرایہ پر لیا تھا، اس کے مالک کا چونکہ انتقال ہو گیا ہے اور اب اس کے وارثوں میں پوتا موجود ہے، لہٰذا یہ کارخانہ اور اٹھائیس سال کا بقیہ کرایہ اس کے پوتے کو لوٹانا واجب اور ضروری ہے، آپ کے بھائی کا اس پر قبضہ جمالینا ناجائز اور حرام ہے، جب تک وہ اسے واپس نہیں لوٹا دیتا ظالم اور غاصب کہلائے گا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔ باقی کارخانہ میں آپ کے والد نے اپنی رقم سے جو مال ڈالا تھا اور اس سے وہ کام کرتے رہے ان کے انتقال کے بعد بھائی نے اس مال کو بجائے تمام ورثاء میں تقسیم کرنے کے خود اپنے استعمال میں رکھا اور اس سے فائدہ اٹھایا یہ بھی ناجائز اور حرام تھا۔ اس لئے آپ کے بھائی کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے معافی بھی مانگیں اور اس کارخانہ میں موجود مالیت کا حساب کر کے اپنے تمام بہن، بھائیوں کو اس میں سے ان کا حصہ ادا کریں اور اس مال کو شرعاً گیارہ حصوں میں تقسیم کریں، جس میں دو دو حصے ہر ایک بھائی کے اور ایک ایک حصہ ہر ایک بہن کا ہوگا۔ بہن، بھائیوں میں سے ہر ایک کو اپنے حصہ کے مطالبہ کا پورا پورا حق ہے اور بھائی کے ذمہ اسے ادا کرنا لازم ہے اور ٹال مٹول سے کام لینا حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیٹوں کو مکان ہبہ کرنے کا حکم

خالد احمد، کراچی

س:...... گزارش یہ ہے کہ ہم چھ بھائی اور چھ بہن ہیں، دس بہن بھائی والد صاحب کی زندگی میں اپنے اپنے گھر کے ہو گئے تھے، ہماری رہائش لیاقت آباد میں ہے، ہم دو بھائی والد کے ساتھ رہتے تھے، والد نے ۱۹۹۲ء میں یہ مکان ہم دونوں بھائیوں کو گفٹ ڈیڈ رجسٹرار آفس سے رجسٹر کروادی۔ گفٹ ڈیڈ کے پیپر اس درخواست کے ساتھ منسلک ہیں۔ قانونی طور پر تو ہم دونوں بھائی اس مکان کے مالک ہیں کیونکہ والد نے اپنی زندگی میں یہ مکان ہم دونوں بھائیوں کے نام رجسٹر کر دیا، اب بقایا دس بہن بھائی اس میں سے حصہ مانگ رہے ہیں، تو کیا وہ جائز ہیں؟ واضح ہو کہ یہ مکان دونوں بیٹوں کو گفٹ کیا تھا اور ہر ایک کا حصہ الگ الگ طور پر متعین کیا گیا تھا اور یہ گفٹ مرض وفات میں نہیں تھا بلکہ مرض الوفات سے تقریباً ۷ ماہ پہلے کیا تھا۔

ج:...... صورت مسئولہ میں اگر آپ کے والد مرحوم نے صحت وتندرستی کی حالت میں اپنا مکان اپنے دو بیٹوں کو الگ الگ حصہ متعین کر کے ہبہ کر دیا تھا اور زندگی میں ہی قبضہ بھی دے دیا تھا تو یہ مکان اب ان دونوں بیٹوں کا کہلائے گا اور ورثہ میں تقسیم نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ ۔ ۱۶ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۱۲ء ۔ شمارہ:۴۵

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسرائیلی جارحیت.... جواب کون دے گا؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عالمی علماء ومشائخ کانفرنس	۷	پروفیسر نعیم قاسم
دینی مدارس اور انتہاپسندی....	۹	انور غازی
تعلیم القرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت	۱۱	مولانا شاہ حکیم محمد اختر مدظلہ
خاموش تماشائی	۱۶	جناب خالد محمود
''دنیا سے ذراہٹ کے''	۱۷	مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی
عصمت انبیاء علیہم السلام (۳)	۲۰	مولانا مدرار اللہ نقشبندی
ایس ایم ایس کا استعمال	۲۳	مولانا محمد ابراہیم تقی
مرزائیت سے توبہ	۲۵	ڈاکٹر عبداللہ خان اختر جتوئی

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سید شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث   گزشتہ سے پیوستہ

دُنیا سے بے رغبتی

محض حق تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرنا

قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا، اور تمام مخلوق سائے کی محتاج ہوگی، پس ان حضرات کی خوش بختی وخوش نصیبی کا کیا کہنا! جنھیں اس دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوجائے۔ یہ سات قسم کے حضرات جن کا اس حدیث میں تذکرہ ہے، ان کا عمل حق تعالیٰ شانہ سے کمالِ تعلق اور کمالِ اخلاق کا آئینہ دار ہے، اس لئے کریم آقا کی جانب سے ان کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا جائے گا۔

ان سات حضرات کے علاوہ دیگر اَحادیث و روایات میں کچھ حضرات کے نام بھی آتے ہیں، جنھیں قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا، اگرچہ بعض اَحادیث ضعیف ہیں، لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث بھی قبول کی جاتی ہیں۔ حضرت مولانا سعید احمد دہلوی قدس سرہ نے اپنے رسالے ”جنت کی کنجی“ میں ان حضرات کی فہرست درج کی ہے، ذیل میں وہ فہرست نمبر ۸ سے حضرت موصوفؒ کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں، حق تعالیٰ تمام اُمتیانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دولت نصیب فرمائے:

۸:...جو شخص اپنے مقروض کو مہلت دے۔

۹:...جو مجاہد فی سبیل اللہ کی اِمداد و اعانت کرتا ہے۔

۱۰:...جو شخص مکاتب کو آزاد کرنے میں مکاتب کا ہاتھ بٹاتا ہے (مکاتب وہ غلام ہے جس کی آزادی کو اس کا آقا کسی روپے کے ساتھ مشروط کردے)۔

۱۱:...جو شخص کسی نیک آدمی کو محض اللہ کے واسطے دوست رکھتا ہے۔

۱۲:...مجاہدین کے لشکر کی اِمداد و اعانت میں جو شخص خود بھی شہید ہوجائے۔

۱۳:...تجارت میں سچ بولنے والا۔

۱۴:...وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں اور خلقِ حسن سے متصف ہو۔

۱۵:...جو شخص موسمی دِقتوں اور دُشواریوں کے باوجود وضو کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔

۱۶:...رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والا۔

۱۷:...جس شخص نے کسی انسان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا۔

۱۸:...وہ شخص جو یتیم کی پرورش اور یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے۔

۱۹:...بیوہ عورت کی خدمت کرنے والا۔

۲۰:...وہ شخص جو دُوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنا حق قبول کرتا ہے۔

۲۱:...سلطانِ عادل کی نیک نیتی سے خدمت کرنے والا۔

۲۲:...جو شخص دُوسروں کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے اور وہی حکم لگاتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے۔

۲۳:...جو شخص خدا کے بندوں کی خیرخواہی کرتا رہتا ہے اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہے۔

۲۴:...جو شخص اہلِ ایمان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا ہے اور نرمی سے پیش آتا ہے۔

۲۵:...جس عورت کا بچہ مرجائے تو جو شخص ایسی غم زدہ کی تعزیت کرے گا وہ بھی عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا۔

۲۶:...جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اور قرابت داروں کے حق کو پہچانتا ہے۔

۲۷:...وہ بیوہ عورت جو چھوٹے بچوں کی پرورش کے خیال سے دُوسرا نکاح نہ کرے۔

۲۸:...جو شخص عمدہ کھانا پکائے اور اچھی غذا تیار کرے، پھر اس کھانے میں یتیم کو بلاکر شریک کرے۔

۲۹:...وہ شخص جو ہر موقع پر اللہ ربّ العزت کی معیت کا یقین رکھتا ہو۔

۳۰:...غریبوں کا وہ شکستہ طبقہ جن کی غربت اور فقیری کے باعث کوئی شخص ان کی جانب متوجہ نہ ہو، اگر وہ کسی مجلس میں آجائیں تو ان کو کوئی پہچانے بھی نہیں، خاموش اور غیرمعروف زندگی بسر کرنے والے، فاقوں کی مصیبت سے مرگئے لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی، دُنیا میں مجہول لیکن آسمانوں میں مشہور، لوگ ان کو بیمار سمجھتے ہیں، لیکن ان کو سوائے خوفِ خدا کے دُوسرا مرض نہیں ہے۔

۳۱:...قرآن کی خدمت کرنے والے، حافظ ہوں یا ناظرہ خواں، خود بھی قرآن پر عمل کرتے ہیں اور دُوسروں کو بھی قرآن کا مطلب بتاتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۳۲:...وہ شخص جس نے بچپنے میں قرآن سیکھا اور جوان ہوکر بھی اس کو پڑھتا رہا۔

۳۳:...وہ شخص جس کی آنکھ محارم اللہ سے باز رہی۔

۳۴:...وہ شخص جس کی آنکھ نے خدا کی راہ میں جاگنے کی تکلیف برداشت کی ہو۔

۳۵:...وہ شخص جس کی آنکھ خدا کے خوف سے روتی رہتی ہے۔

۳۶:...وہ شخص جو اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

۳۷:...جس شخص نے کبھی اپنا ہاتھ غیرحلال مال کی طرف نہیں بڑھایا۔

۳۸:...جس شخص نے حرام کی طرف نگاہ پھیر کر بھی نہیں دیکھا۔

۳۹:...جو لوگ سود نہیں لیتے اور بیاج سے پرہیز کرتے ہیں۔

۴۰:...جو لوگ رشوت نہیں لیتے۔

۴۱:...وہ شخص جو ذکرِ الٰہی کی غرض سے وقت کا شمار کرتا رہتا ہے، مثلاً: کب وقت ہو اور میں نماز پڑھوں۔

۴۲:...جس نے کسی غمگین کا غم دُور کردیا، اور مصیبت زدہ کی مصیبت دُور کردی۔

۴۳:...جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا۔

۴۴:...کثرت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دُرود بھیجنے والا۔

۴۵:...مسلمانوں کے وہ بچے جو صغرسنی کی حالت میں مرگئے ہوں۔

۴۶:...بیماروں کی عیادت کرنے والا۔

۴۷:...جنازے کے ساتھ جانے والا۔

۴۸:...نفل اور فرض روزہ رکھنے والا۔

۴۹:...حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے صحیح دوستی رکھنے والے۔

۵۰:...جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورۂ اَنعام کی پہلی تین آیتیں پڑھا کرتا ہے (سورۂ اَنعام ساتویں پارے میں ہے، اس کی ابتدا سے تین آیتیں شمار کرلینی چاہئیں)۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

اسرائیلی جارحیت! جواب کون دے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج یہودیت ونصرانیت کے ماننے والے اوران کے آلہ کار عراق، افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور ہر جگہ مسلمانوں کا قتل عام اوران کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کفار ایک دوسرے کو مسلمانوں کے خلاف یلغار کرنے کے لئے اس طرح بلا رہے ہیں، جس طرح کسی دعوت میں کھانا کھانے والوں کو کھانے پر بلایا جاتا ہے اوراس کی وجہ مسلمانوں میں ''وہن'' کا پیدا ہونا ہے یعنی دنیا سے محبت اور موت سے ناپسندیدگی۔

آج ۵۷ اسلامی ممالک کے حکمران اسرائیلی جارحیت کو منہ توڑ جواب دینے میں ہچکچاہٹ سے کام لے رہے ہیں۔ یہی وہ اسرائیل ہے جہاں قادیانیوں کے دفاتر اوران کا مشن موجود ہے اور باقاعدہ قادیانی اسرائیلی فوج کا حصہ بن کران فلسطینی مسلمانوں کو قتل اور ذبح کررہے ہیں۔ اسرائیل کا غرور و تکبر اور فرعونیت وسفاکیت درج ذیل خبر میں عیاں ہے:

''غزہ (ایجنسیاں) غزہ پر اسرائیلی حملوں کے پانچویں روز فضائی حملوں کے ساتھ ساتھ بحری جہازوں سے بھی میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں ۹ کمسن بچوں اور ۵ خواتین سمیت ۲۶ فلسطینی شہید اور درجنوں زخمی ہوگئے، وحشیانہ بمباری سے کئی عمارتیں منہدم ہوگئیں، شہر میں افراتفری اور خوف کا عالم ہے اور خوراک کی قلت بھی پیدا ہوگئی ہے، جبکہ عالمی ادارہ خوراک نے غزہ کے لئے فوری ایک کروڑ ڈالر امداد کی اپیل کی ہے۔ علاوہ ازیں عرب لیگ کے قاہرہ میں منعقد ہونے والے ہنگامی اجلاس میں کوئی خاطر خواہ اقدامات کرنے کا فیصلہ نہیں کیا گیا، تاہم عرب لیگ کا ایک وفد سیکریٹری جنرل نبیل العربی کی سربراہی میں منگل کو غزہ کا دورہ کرے گا۔ برطانیہ نے متنبہ کیا ہے کہ اگر اسرائیل غزہ میں زمینی کارروائی کرتا ہے تو وہ عالمی حمایت سے محروم ہوجائے گا۔ لبنان کی مزاحمتی تنظیم حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ نے کہا ہے کہ غزہ میں حماس کے خلاف زمینی کارروائی اسرائیل کی سنگین غلطی ہوگی۔ ادھر قاہرہ یونیورسٹی سے خطاب میں ترک وزیراعظم رجب طیب اردگان نے کہا کہ غزہ میں غیر انسانی طریقے سے شہید کئے جانے والے فلسطینی بچوں کے قاتلوں سے جلد یا بدیر حساب ضرور لیا جائے گا، جبکہ صہیونی وزیراعظم بنیامین نیتن یاہو نے خبردار کیا ہے کہ اسرائیل غزہ آپریشن کو مزید وسعت دینے کے لئے تیار ہے اوران کا ملک غزہ میں اپنی کارروائیوں میں قابل ذکر اضافے کے لئے تیار ہے۔ دریں اثنا غزہ پر اسرائیلی حملے کے خلاف پاکستان سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے کئے۔ اسلامی ممالک کے علاوہ فرانس، روس، برطانیہ اور امریکا میں بھی مظاہرے ہوئے۔ شرکاء نے اپنی حکومت سے دُہری پالیسیاں ترک کرنے کا مطالبہ کیا۔ سعودی وزارت خارجہ نے ریاض سے جاری بیان میں شدید ردِعمل کا اظہار کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جارحیت رکوانے میں اپنا کردار ادا کرے، جبکہ حامد کرزئی نے بھی غزہ سے تشدد

کے خاتمے کے لئے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔غزہ میں طبی حکام کا کہنا ہے کہ علاقے میں اتوار کو مزید ۲۶ افراد اسرائیلی فضائی و بحری حملوں کا نشانہ بنے ہیں اور شہید ہونے والوں میں ایک ہی خاندان کے ۴ بچے بھی شامل ہیں، جبکہ دیگر کارروائیوں میں مزید ۵ کمسن بچے اور ۵ خواتین اسرائیلی جارحیت کا نشانہ بنیں۔علاوہ ازیں فلسطینی علاقے سے اسرائیل پر راکٹ حملوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اشکیلون نامی شہر پر راکٹ گرنے سے متعدد یہودیوں کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔پلر آف ڈیفنس، نامی اسرائیلی کارروائی میں اب تک مجموعی طور پر ۷۲ فلسطینی شہید اور ۶۰۰ سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔تاہم فریقین میں جنگ بندی کی کوششیں جاری ہیں۔امریکی صدر بارک اوباما نے اتوار کو کہا ہے کہ امریکا اسرائیل کے اپنے تحفظ کے حق کی مکمل طور پر حمایت کرتا ہے۔تھائی لینڈ میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اسرائیل کی اس معاملے میں مکمل حمایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے شہریوں کے گھروں، کام کاج کی جگہوں اور لوگوں کی ہلاکت کا سبب بننے والے میزائلوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور ہم اسرائیل کے اپنے دفاع کے حق کی حمایت جاری رکھیں گے۔برطانوی وزیر خارجہ ولیم ہیگ نے متنبہ کیا ہے کہ اگر اسرائیل غزہ میں زمینی کارروائی کرتا ہے تو اسے عالمی حمایت سے ہاتھ دھونا پڑ سکتے ہیں۔دوسری جانب اسرائیلی وزیر اعظم نے اتوار کو کابینہ کے اجلاس سے خطاب کے دوران کہا ہے کہ اسرائیلی فوج کسی بھی کارروائی کے لئے تیار ہے۔تازہ اسرائیلی حملوں میں ذرائع ابلاغ کی دو عمارتیں بھی نشانہ بنیں اور ان حملوں میں ایک غیر ملکی اور آٹھ فلسطینی صحافی زخمی ہوئے۔جبکہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے کہا ہے کہ غزہ میں اسپتالوں میں طبی سپلائی کم پڑ رہی ہے۔اتوار کو تل ابیب میں بھی راکٹ حملوں سے متنبہ کرنے والے سائرن بجائے جاتے رہے۔بی بی سی کے مطابق ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب غزہ میں ایک درجن سے زیادہ دھماکے سنائی دیئے۔یہ میزائل جنگی بحری جہازوں سے فائر کئے گئے تھے۔اسرائیل کے غزہ حملوں اور حماس کے اسرائیلی علاقے پر راکٹ باری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تنازع کے حل کے لئے عالمی سطح پر سفارتی کوششیں بھی جاری ہیں۔فرانس کے وزیر خارجہ لورین اتوار کو اسی سلسلے میں اسرائیل پہنچے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ وہ فریقین پر فوری جنگ بندی کے لئے زور دیں گے۔عرب لیگ کے قاہرہ میں منعقد ہونے والے ہنگامی اجلاس میں ایک نمائندہ وفد غزہ کے دورے پر بھجوانے کا اعلان بھی کیا گیا ہے، جس کی قیادت عرب لیگ کے سیکریٹری جنرل نبیل العربی کریں گے۔اس وفد کے دورے کا مقصد غزہ کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا اور انسانی ہمدردی کے تحت امداد کی فراہمی کا جائزہ لینا ہے اور اس میں پیش آنے والی مزید تبدیلیوں کا جائزہ لینا ہے۔اس وفد میں عراق، لبنان اور فلسطینی انتظامیہ کے وزیر خارجہ شامل ہوں گے جن کی قیادت عرب لیگ کے سیکریٹری جنرل نبیل العربی کریں گے۔اسی طرح قاہرہ میں ہی حماس کے سربراہ خالد مشعال، قطر کے امیر، ترکی کے وزیر اعظم اور مصر کے صدر کے درمیان چار فریقی مذاکرات بھی ہو رہے ہیں۔حماس کے اعلیٰ ذرائع نے بی بی سی کو بتایا کہ حماس کا وفد قاہرہ میں ترکی کی جانب سے پیش کئے گئے ایک مجوزہ جنگ بندی کے منصوبے کا جائزہ لے رہا ہے۔مصر کے صدر محمد مرسی نے کہا کہ اس بات کے کچھ اشارے ہیں کہ غزہ میں شاید جلد جنگ بندی ہو لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ترکی کے وزیر اعظم رجب طیب اردگان نے مذاکرات سے پہلے کہا کہ حماس پر انگلی اٹھانا اسرائیل کی غزہ پر حملہ کرنے کی ایک چال ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل دنیا میں تین افراد کی ہلاکت کی بات کر رہا ہے مگر حقیقت میں یہ اسرائیل ہے، جس نے جنگ بندی کی خلاف ورزی کی ہے۔“

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹؍نومبر ۲۰۱۲ء)

تمام اسلامی ممالک اور او، آئی، سی کا اجلاس بلائیں اور کوئی متفقہ لائحہ عمل طے کرکے اقوامِ متحدہ کو اس کے نفاذ پر مجبور کریں۔اگر اقوامِ متحدہ اپنی سابقہ روش پر عمل کرتے ہوئے سستی، غفلت، لاپروائی یا جانبداری کا مظاہرہ کرے تو تمام مسلم ممالک اس کا بائیکاٹ کریں اور اپنا علیحدہ کوئی موثر پلیٹ فارم تشکیل دے کر اسرائیل کو دوٹوک جواب دیں۔انشاءاللہ! اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت مظلوم مسلمانوں اور ان کا دفاع کرنے والوں کے ساتھ ہوگی۔وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

عالمی علماء ومشائخ کانفرنس

پروفیسر نعیم قاسم

قاضی حسین احمد وقت پیری میں جواں عزم و مرد مومن ہیں۔ ان کا دل مسلم امہ کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے ہردم دھڑکتا رہتا ہے۔ وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ نہ صرف پاکستان کے مسلمان اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں بلکہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنانے کے لئے تمام مذہبی جماعتیں اور فرقے اپنے اپنے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپس میں اتحاد و اتفاق کی ڈوری میں اس طرح ایک دوسرے سے بندھ جائیں کہ سیکولر اور طاغوتی قوتوں کے عزائم کے آگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ناقابل تسخیر آہنی دیوار کھڑی ہو جائے۔

اس مقصد کے لئے ملی یکجہتی کونسل نے ۱۱رنومبر کو اسلام آباد کے کنونشن سینٹر میں علماء و مشائخ کے عالمی اتحاد کے لئے شاندار کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں ترکی اور ایران کی اسلامی جماعتوں کے مندوبین نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اگرچہ مولانا فضل الرحمٰن اس کانفرنس میں شرکت کرنے سے بچ رہے تھے مگر قاضی حسین احمد کی کشادہ دلی اور اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ انہیں منانے کے لئے ان کی رہائش گاہ پر گئے اور انہیں منا کر کانفرنس میں لے آئے تاکہ دنیا میں یہ تاثر نہ ہو کہ پاکستان کی مذہبی جماعتوں کے زعماء اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے اتحاد امت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس کانفرنس میں مختلف دینی جماعتوں سے وابستہ مقررین اور حاضرین کی اکثریت نے مغربی ممالک میں پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی ناپاک کوششوں کے واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور اس امر پر زور دیا کہ عالمی سطح پر ایسے قوانین ہونے چاہئیں جس میں کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا موت ہو۔ اگر مسلم دنیا کے حکمران مسلم امت کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے امریکا کے شکنجے سے آزاد ہو کر آپس میں بین الاقوامی اتحاد قائم کرلیں اور اپنے وسائل پر امریکا کا غلبہ ختم کرلیں تو مسلمان دنیا کی سپر پاور بن سکتے ہیں۔

ایرانی مندوب کا کہنا تھا کہ موجودہ اقوام متحدہ امریکا اور اسرائیل کی باندی ہے اور اس کی آڑ میں امریکا افغانستان اور اسرائیل فلسطین میں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ لہٰذا مسلم ممالک کو چاہئے کہ وہ اسلامی ممالک کی الگ اقوام متحدہ قائم کریں۔ ترکی اسلامی تحریک کے رہنما اذہان میر ترک نے مطالبہ کیا کہ امت مسلمہ کو سپر پاور تبھی بنایا جاسکتا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی دینی جماعتیں اتحاد اور یکجہتی کا راستہ اختیار کر کے اپنے اپنے ممالک میں اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کرنے کی جدوجہد کو تیز تر کردیں، جب ۶۰ اسلامی ممالک میں اسلامی انقلاب آجائے گا تو بین الاقوامی مسلم ممالک کے اتحاد و اتفاق کے لئے ایک امیر مقرر کیا جاسکتا ہے جو مسلم امہ کے اتحاد و اتفاق کے لئے اہم کردار ادا کرے گا۔

ہمیں شام کے مسئلے کا حل پیش کرنا ہوگا اور جہاں جہاں بھی مسلمان آپس میں برسر پیکار ہیں ہمیں انہیں صلح پر آمادہ کرنا ہوگا۔ حافظ سعید امیر جماعت الدعوۃ کا کہنا تھا کہ غربت بھوک نہیں ہے بلکہ غلامی کا دوسرا نام ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ انبیاء کی توہین اور شیعہ سنی کو لڑانے میں ایک ہی ہاتھ ملوث ہے۔

سید منور حسن کا کہنا تھا کہ اسلامی ملکوں کے حکمرانوں کی اکثریت امریکا سے ڈکٹیشن لیتی ہے۔ اگر مسلمان ممالک کے لوگ آپس میں متحد ہو جاتے ہیں تو اسلامی ممالک کے حکمرانوں کا قبلہ بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا تھا کہ وہ مسلم ممالک کے حکمران جو امریکا کے سامنے سرنگوں ہیں وہ امت مسلمہ کے جذبات کی قطعاً ترجمانی نہیں کرتے ہیں، ملکی مفادات کے لئے ہمیں اپنے اختلافات ختم کرنا ہوں گے۔ افغانستان کی جگہ امریکا کی جنگ پاکستان میں آگئی تو ہمارے حکمران یہ راگ الاپ رہے ہیں۔ یہ جنگ ہماری جنگ ہے۔

معروف عالم دین مفتی محمد رفیع عثمانی نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں تمام دینی جماعتوں کو متحد ہو کر اسلام کے نام پر ووٹوں کی تقسیم کے عمل کو روکنا ہوگا تاکہ سیکولر قوتوں کا راستہ روکا جاسکے۔ مگر اس کے لئے مذہبی جماعتوں کے زعماء کو ایثار کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

قارئین اس کانفرنس میں تمام دینی اور مذہبی جماعتوں کے اراکین علماء و مشائخ ملی یکجہتی کے اغراض و مقاصد سے بھرپور متفق دکھائی دیئے۔ ملی یکجہتی کونسل کے یہ نقاط پاکستان کے تمام فرقوں کے چوٹی کے ۳۱ سرکردہ علماء نے متفقہ طور پر تیار کیے ہیں جو پاکستان کے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ، امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم پورے خلوص اور حرارت ایمانی سے ان پر عمل کریں۔

۱:... اختلافات اور بگاڑ کو دور کرنے کے لئے ایک اہم ضرورت ہے کہ تمام مکاتب فکر، نظم مملکت اور نفاذ شریعت کے لئے ایک بنیاد پر متفق ہوں۔

۲:... ہم ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت کو اسلام کے خلاف سمجھتے، اس کی پُرزور مذمت کرنے اور اس سے اظہار برأت کرنے پر متفق ہیں۔

۳:... کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل ہے۔

۴:... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آپ ﷺ کی کسی طرح توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً، قانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں، اس لئے توہین رسالت کے ملکی قانون میں ہم ہر ترمیم کو مسترد کریں گے اور متفق ہوکر اس کی مخالفت کریں گے۔ عظمت اہل بیت اطہارؓ و امام مہدی و عظمت ازواج مطہراتؓ اور عظمت صحابہ کرامؓ و خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان کا جزو ہے، ان کی تکفیر کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کی توہین و تنقیص حرام اور قابل تعزیر جرم ہے۔

۵:... ایسی ہر تقریر و تحریر سے گریز و اجتناب کیا جائے جو کسی بھی مکتبۂ فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا باعث بن سکتی ہے۔

۶:... شرانگیز اور دل آزار کتابوں، پمفلٹوں اور تحریروں کی اشاعت، تقسیم و ترسیل نہیں کی جائے گی۔

۷:... اشتعال انگیز اور نفرت انگیز مواد پر مبنی کیسٹوں پر مکمل پابندی ہوگی۔

۸:... دل آزار، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعروں سے مکمل احتراز کیا جائے گا۔

۹:... دیواروں، ریل گاڑیوں، بسوں اور دیگر مقامات پر دل آزار نعرے اور عبارتیں لکھنے پر مکمل پابندی ہوگی۔

۱۰:... تمام مسالک کے اکابرین کا احترام کیا جائے گا۔

۱۱:... تمام مکاتب فکر کے مقامات مقدسہ اور عبادت گاہوں کے احترام و تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۱۲:... جلسوں، جلوسوں، مساجد اور عبادت گاہوں میں اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی۔

۱۳:... عوامی اجتماعات اور جمعہ کے خطبات میں ایسی تقریریں کی جائیں گی، جن سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔

۱۴:... عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کیے جائیں جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کرکے ملی یکجہتی کا عملی مظاہرہ کریں۔

۱۵:... مختلف مکاتب فکر کے متفقات اور مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

۱۶:... باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم اور تحمل و رواداری کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۱۷ نومبر ۲۰۱۲ء)

مولانا قاضی احسان احمد کے سکھر میں دعوتی بیانات

سکھر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد لاڑکانہ کانفرنس کے لئے جمعرات کو سکھر تشریف لائے تو جمعہ کا بیان مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں ہوا۔ بعد نماز عصر جیل والی مسجد میں مختصر بیان ترتیب دیا۔ بعد نماز عشاء الفاروق مسجد میں بیان ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں، ان کے خلاف جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ختم نبوت پر مضبوط ایمانی جذبہ نصیب فرمائے اور اس کا عملی زندگی میں بھی ہم مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر سے مختلف انداز و مقام پر گفتگو فرمائی، لیکن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلاکر گفتگو فرمائی جس کے بعد کوئی مقام نہیں۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کرکے امت مسلمہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی لیکن علماء کرام نے بروقت ان کا تعاقب کرکے امت مسلمہ کو بہت بڑے فتنہ سے بچالیا ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کو قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنا چاہئے جو مسلمان قادیانیوں سے دوستی رکھے گا یا ان سے لین دین کرے گا وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہے گا۔ مولانا قاضی نے کہا کہ ختم نبوت کی پاسبانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں اور تمام اسلامی علوم و معارف کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال سے ہے، لیکن تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔ قادیانی پوری دنیا میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نفرت کے بیج بو رہے ہیں، ملک و ملت کے خلاف سازشوں میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ اکابرین جماعت ختم نبوت کی دینی و ملی جدوجہد تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ دینی حمیت، قومی غیرت اور ملک کو خوشحال کرنے اور جارحانہ پالیسیوں سے دور رہ کر ملک کو امن کا گہوارہ بنانے کا فریضہ انجام دیا۔

دینی مدارس اور انتہا پسندی

آخر کیا حل ہے؟

انور غازی

"حکومت مدارس کی حفاظت کے لئے بھرپور سیکورٹی فراہم کرے گی۔ ارباب مدارس اور حکومت کے مابین تعاون کا مربوط نظام قائم کیا جائے گا۔ مدارس پر براہ راست چھاپوں کے بجائے منتظمین سے رابطہ کیا جائے گا۔"

یہ الفاظ حکومت اور اتحاد تنظیمات مدارس کے درمیان طے پا جانے والے مشترکہ اعلامئے سے لئے گئے ہیں۔ اس سے ایک دن قبل اسلام آباد میں ہونے والی عالمی اتحاد امت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اتحاد تنظیمات مدارس کے حضرات نے کہا کہ:

"مدارس اتحاد امت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ علماء نے ہر مشکل وقت میں ملک و قوم کے لئے قربانیاں دیں۔ حکومت اہل مدارس کے ساتھ مثبت رویہ اپنائے۔"

یہ بات ٹھیک ہے کہ ارباب مدارس نے ہمیشہ افہام و تفہیم اور صلح کا راستہ ہی اپنایا۔ ہر معاملے میں مذاکرات ہی کو ترجیح دی۔ متعدد بار حکومتی لوگوں کے ساتھ مل بیٹھے۔ دو سال پہلے ۲۹ ستمبر ۲۰۰۹ کو وزیر داخلہ کی زیر صدارت اجلاس ہوا تھا۔ اس میں پانچوں وفاقوں کی تنظیم "تنظیمات مدارس" کے سربراہوں نے شرکت کی۔

مدارس کی جانب سے مولانا سلیم اللہ خان، مفتی منیب الرحمن، قاری محمد حنیف جالندھری اور دیگر تھے جبکہ حکومت کی طرف سے وزیر مذہبی امور، وزارت تعلیم کے سیکریٹری، جوائنٹ سیکریٹری، سابق سیکریٹری وزارت مذہبی امور اور دیگر اعلیٰ سطح کے افسران شریک تھے۔ حکومت کا یہ مستحسن اقدام ہے کہ اس نے ارباب مدارس کی باتوں کو غور سے سنا اور اس کے جائز مطالبات ماننے کی حامی بھری تھی۔ حکومتی نمائندوں نے سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ افہام و تفہیم کے انداز میں بات چیت ہوئی۔ حکومت نے پہلے دینی مدارس کے طریقہ کار کو سمجھا۔ ان کا موقف سنا اور ان کے تعلیمی معیار اور انتظام کو سراہا۔ دینی مدارس کی اسناد کو ملک بھر کے تمام مستند تعلیمی اداروں میں تسلیم کرنے کی سمت قدم بڑھایا۔ دینی مدارس کے رہنماؤں نے بھی ماحول اور حالات کو سمجھا۔ حکومت کی گزارشات غور سے سنی اور کہا کہ جائز باتوں پر عمل کیا جائے گا۔ مدارس کے راہنماؤں نے کہا کہ ہم محاذ آرائی نہیں چاہتے، جس چیز پر ہمیں تشویش ہوگی اس پر مذاکرات کریں گے۔ اجلاس کے بعد جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا وہ یہ تھا: دینی مدارس نجی تعلیمی اداروں کے انداز میں کام کریں گے، تمام مدارس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم بھی پڑھائے جائیں گے۔ مدارس سے فارغ التحصیل طلبا کو پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں اور اعلیٰ پوسٹوں پر تعینات کیا جائے گا۔ دینی مدارس کے پانچوں وفاقوں "وفاق المدارس العربیہ، وفاق المدارس السلفیہ، وفاق المدارس الشیعۃ، تنظیم المدارس اور رابطۃ المدارس" کو بورڈ کا درجہ حاصل ہوگا۔ حکومت دینی مدارس کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ دینی مدارس کے علماء اور طلبا کا احترام کیا جائے گا۔ حکومت دینی مدارس کو جدید علوم کے لئے ہر قسم کا تعاون کرے گی۔

اس بار موجودہ حکومت نے کمال ہوشیاری اور دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ امریکی و یورپی دباؤ کے باوجود کھل کر مذاکرات کئے ہیں۔ جب پیپلز پارٹی کی نئی نئی حکومت بنی تھی تو واشنگٹن میں پاکستانی کمیونٹی سے خطاب کرتے ہوئے صدر زرداری نے مدارس کے خلاف جارحانہ رویہ اپنایا تھا، لیکن جلد ہی انہیں اپنے خیالات بدلنا پڑے تھے۔ سابقہ حکومتوں خصوصاً مشرف حکومت نے تو دینی مدارس کے موقف کو سننے تک کی زحمت گوارا نہیں کی تھی، جب بھی مغربی دنیا اپنی اسلام دشمنی کی وجہ سے مدارس کے خلاف زبانیں کھولتی تو ان کے ایجنٹ بھی مدارس کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہو جاتے۔ میڈیا کی چک دمک میں اصل حقائق چھپ جاتے اور مدارس کے خلاف فضا ہموار ہونے لگتی۔ پھر دینی مدارس کے علماء طلبا کی انکوائریاں شروع ہو جاتیں۔ ان کو گرفتار کیا جاتا۔ جھوٹے مقدمات قائم کئے جاتے۔ حتیٰ کہ بعض مدارس کو بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے بند کر دیا گیا۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی قرآن پڑھتی بچیوں کے ساتھ مشرف حکومت نے جو کچھ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہاں تک کہ معافی مانگنے پر بھی معاف نہیں کیا گیا۔ فاسفورس بموں کے ذریعے بھون ڈالا گیا۔ اس کے بعد جتنا زہریلا پروپیگنڈا دینی مدارس کے طلبا، علماء اور صلحاء کے بارے میں کیا

گیا ہے،شاید ہی اتنا کسی اور طبقے کے بارے میں ہوا ہو۔دینی مدارس کے اُجلے دامن کو کن کن طریقوں سے داغدار کرنے کی بھونڈی کوشش نہیں کی گئی؟ دینی مدارس..... جو خیر کے مراکز ہیں... کو کس کس طرح دہشت گردی کے اڈے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟ دینی مدارس میں ہونے والی جسمانی ورزش کو دہشت گردی کی تربیت کہا گیا۔مدارس کے تمام طلباء و علماء کو شمالی علاقہ جات اور وزیرستان کے طالبان قرار دیا گیا، کسی بھی عام گاؤں کی مسجد کے غیر عالم امام اور صرف حفظ کرکے گھر میں ٹیوشن پڑھانے والے کسی بھی شخص کی انفرادی غلطی کو مدارس و علماء کے سر تھوپنے اور پیالی میں طوفان برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ دینی مدارس کو چندہ دینے والوں کو ڈرایا دھمکایا گیا۔مخیر حضرات کو خوفناک انجام کی دھمکیاں دی گئیں۔خیر جو ہوا سو ہوا۔غلطیاں دہرائی نہیں جانی چاہئیں۔ ماضی کو بھول کر معاملات سلجھانے چاہئیں تاکہ قوم و ملک ترقی کریں۔

جہاں تک دینی مدارس میں عصری علوم پڑھانے کی بات ہے تو عرض ہے مدارس کے نصاب میں بقدر ضرورت عصری تعلیم تو ہمیشہ سے رہی۔علم جغرافیہ،فلکیات،حساب تو ہر زمانے میں اس نصاب کا حصہ رہے ہیں۔عصر حاضر میں علمی و تحقیقی کاموں میں انٹرنیٹ کی اہمیت، ابلاغی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے انگریزی و عربی زبانوں پر عبور اور صحافتی مہارتوں کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے مدارس نے انگریزی و عربی بحیثیت زبان، کمپیوٹر، صحافت، دعوت و ارشاد اور جدید ابلاغی و تدریسی صلاحیتوں پر مشتمل چھوٹے بڑے بہت سے کورسز جاری کر رکھے ہیں۔میٹرک تک کی بنیادی تعلیم تو ہر مدرسہ میں دی جاتی ہے۔بعض مدارس نے یہ تجربہ کیا کہ دونوں تعلیم ایک مخصوص نظم کے تحت ریگولر کرائی جائیں۔ چنانچہ اسلام آباد، لاہور اور کراچی کے کئی مدارس میں دونوں تعلیمیں مساوی جاری ہیں، بلکہ حیرت انگیز طور پر دینی اور عصری علوم میں پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔

کراچی میں قائم ایک ادارے کے چار طلبا نے ایک طرف تو وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں چار پوزیشنیں لے کر ریکارڈ قائم کیا تو دوسری طرف اسی کلاس کے طلبا نے میٹرک سائنس کے سالانہ امتحان میں اے ون گریڈ حاصل کئے۔اسی طرح اسلام آباد کے ایک مدرسے کے طلبا نے بھی متعدد بار میدان مارا،کئی مدارس نے آٹھ سالہ درس نظامی کے نصاب کو چار سال کی مدت میں محدود کرکے ایم اے،ایم ایس،ایم بی اے سمیت عصری علوم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو درس نظامی کی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے جبکہ مدارس سے فارغ التحصیل علماء کرام کے لئے جدید علوم پر مشتمل ۶ یک سالہ کورس متعارف کروائے ہیں۔اسی طرح ان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے گریجویٹ علماء کے لئے جو ایف اے کی ڈگری رکھتے ہیں، بی اے اور گریجویٹ علماء کے لئے ایم اے کی کلاسیں بھی شروع کی ہوئی ہیں۔ یہ پروگرام کراچی یونیورسٹی کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ان کی پہلی کھیپ فارغ ہوچکی ہے،کسی بھی تعلیمی ادارے میں یہ دونوں علوم اس وقت کامیاب ہوسکتے ہیں جب ٹائم منیجمنٹ ہو۔تعلیمی نفسیات موثر طریقے استعمال کرتے ہوئے اساتذہ اور انتظامیہ کا طلبا سے مشفقانہ اور حوصلہ افزا رویہ ہو۔ اسباق کی لچکدار منصوبہ بندی، تدریسی وسائل کا بہترین استعمال بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ ٹائم منیجمنٹ کے حوالے سے مثالی رہنمائی،شخصیت اجاگر کرنے کی مہارتوں کا استعمال کیا جائے۔خوش آئند بات یہ ہے کہ کئی دینی مدارس میں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔جو لوگ دینی مدارس کے نصاب میں اصلاحات پر زور دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اسکول کالج کی اصلاحات کا بھی بیڑا اٹھالیں جو اہم شخصیات چاہتی ہیں دینی مدارس میں ڈاکٹر، انجینئر اور سائنس دان پیدا ہوں انہیں چاہئے وہ اپنی توانائیاں اس بات پر صرف کریں کہ کالج یونیورسٹی کے نصاب میں کم از کم ضروری دینیات کا اضافہ ہو تاکہ ہمارا نوجوان صحیح العقیدہ مسلمان بن سکے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی،۱۷رنومبر۲۰۱۲ء)

مختلف مساجد میں مبلغین ختم نبوت کے خطباتِ جمعہ

ملتان (گلنار خان) ۹رنومبر۲۰۱۲ء بروز جمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے یہاں کی مختلف مساجد میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت اور منکرین ختم نبوت مرزائیوں اور قادیانیوں کے عقائد ونظریات پر خطاب کیا۔ یاد رہے کہ جامع مسجد الصادق محمود کوٹ بوسن روڈ پر واقع ہے جس کے گردونواح میں کچھ قادیانی آباد ہیں۔اسی لئے وقتاً فوقتاً مبلغین ختم نبوت کے بیانات رکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے ایمان تازہ ہوں،اس کے ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی زہرناکی سے آگاہ کیا جاسکے۔ چنانچہ ۹رنومبر کو مولانا عبدالرزاق مبلغ ختم نبوت نے مسجد الصادق میں خطبہ جمعہ دیا۔مولانا محمد اسلم (مبلغ خوشاب) نے جامع مسجد مکی والی میں،مولانا ریاض احمد وٹو (مبلغ شیخوپورہ) نے جامع مسجد المصطفیٰ میں جبکہ مولانا توصیف احمد (مبلغ حیدر آباد) نے جامع مسجد اللہ والی میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔

ameer@khatm-e-nubuwwat.com

تعلیم القرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر مدظلہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی خدمت نصیب فرمائی اور ہمارے سلسلے میں حضرت میاں جی نور محمدؒ نے ساری زندگی قرآن شریف پڑھایا، ۴۰ سال تک تکبیر اولیٰ سے نماز باجماعت ان کی فوت نہیں ہوئی، حاجی امداد اللہ صاحب نے مسجد نبوی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کوئی اللہ والا صحیح پیر عطا فرمادیں، تو حاجی صاحب کو خواب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت میاں جی نور محمدؒ کے ہاتھ میں حاجی صاحب کا ہاتھ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا، واپس آ کر حاجی صاحب حضرت میاں جیؒ سے بیعت ہوگئے۔ میاں جی عالم نہیں تھے، مگر اتنا بڑا درجہ ان کو صرف قرآن پاک کی خدمت سے ملا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بڑے لوگ حافظ قرآن ہیں اور راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنے والے ہیں۔ ''حملۃ القرآن'' کے ساتھ ''اصحاب الیل'' بھی فرمایا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ خالی زبانی حافظ نہیں اللہ والے حافظ ہیں کیونکہ جو اللہ والا ہوگا وہی تو آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا۔ لہٰذا ''حملۃ القرآن'' اور ''اصحاب الیل'' کے جوڑ کا راز یہی ہے کہ اب اس زمانہ میں چونکہ رات کو اٹھنا مشکل ہوگیا ہے، لہٰذا علامہ شامی ابن عابدینؒ نے فرمایا کہ جو وتر سے پہلے دو رکعت تہجد پڑھ لے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی رات کی نماز والوں اور تہجد والوں میں شمار کرے گا، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ آسان تہجد اور کیا ہوسکتی ہے کہ وتر سے پہلے دو رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لے تو حافظ قرآن تو آپ لوگ ہیں ہی، اصحاب الیل بھی ہوگئے، یعنی حدیث شریف کے دونوں جزو کی نعمت آپ لوگوں کو حاصل ہوگئی۔ علامہ شامی ابن عابدینؒ حدیث پاک نقل کرتے ہیں:

''ما صلی بعد صلاۃ العشاء قبل النوم فھو من الیل۔''

ترجمہ: ''عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل نفل تہجد میں شمار ہوں گے۔''

لہٰذا وتر سے پہلے دو نفل پڑھنے والے بھی ''اصحاب الیل'' میں ہوجائیں گے۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں علامہ شامیؒ اپنا فقہی فیصلہ لکھتے ہیں:

''فان سنۃ التھجد تحصل بالتنفل بعد صلوۃ العشاء قبل النوم۔''

ترجمہ: ''نماز تہجد کی سنت اس کو نصیب ہوجائے گی جو وتر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔''

چونکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وتر آخر میں پڑھتے تھے، اس لئے افضل یہی ہے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے میں نے خود سنا کہ وتر کے بعد بھی نفل جائز ہے، مگر افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھ لیں۔ میں اس مجلس میں تھا جب مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے یہ بات فرمائی اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی (افسوس اب رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے) بھی موجود تھے، تو آپ لوگوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت دی ہے، آپ اگر وتر سے پہلے تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھ لیں تو آپ لوگ اس حدیث شریف کے مطابق دونوں نعمتوں سے مالا مال ہوجائیں گے یعنی حافظ قرآن بھی اور تہجد گزار بھی اور وتر سے پہلے سونے سے قبل دو رکعت میں تین نیتیں کرلو: صلوۃ التوبہ، صلوۃ حاجت اور صلوۃ تہجد، دن بھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا. (النساء: ٦٩)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی اُن حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ (بیان القرآن)

کی خطاؤں سے معافی مانگ لو کہ اللہ تعالیٰ میری نظر سے کوئی خطا ہوگئی ہو یا کوئی گناہ ہوگیا ہو تو معاف کردیجئے اور میرے شاگردوں کو جلد حافظ بنادیجئے، میری محنت میں برکت ڈال دیجئے اور ہمیں تہجد گزاروں میں شامل فرمادیجئے، اب جو دو رکعت بھی وتر سے پہلے نہ پڑھے تو اس ظالم کو اپنے خسارے اور تغافل پر قیامت کے دن بے حد ندامت ہوگی، کہ دو دو رکعت پڑھنا آسان ہے یا نہیں؟ آپ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ بہت بڑی لمبی لمبی سورتیں پڑھیں، چھوٹی چھوٹی سورتیں جیسے سورۂ کوثر اور سورۂ اخلاص پڑھ لیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے دو رکعت بھی تہجد میں ادا فرمائی ہیں۔ اس کا ثبوت علامہ شامیؒ نے جلد نمبر ایک میں دے دیا ہے۔ میرے شیخ اول شاہ عبدالغنیؒ کو بھی میں نے تہجد میں دو رکعت بھی پڑھتے دیکھا ہے، حضرت کو بارہ مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ ایسی زیارت نصیب ہوئی کہ آپؒ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی میں نے دیکھے اور خواب ہی میں پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا عبدالغنی نے آپ کو خوب دیکھ لیا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب ہی میں فرمایا کہ ہاں! عبدالغنی تم نے اپنے نبی کو آج خوب دیکھ لیا۔ سولہ سال اپنے شیخ حضرت پھولپوریؒ کے ساتھ اختر رہا ہے، آپ قدر کریں یا نہ کریں لیکن سارے عالم میں میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ افریقہ، برطانیہ، امریکہ کے بڑے بڑے علماء، محدثین، مفتیان اور بڑے بڑے دارالعلوم کے مہتممین آج مجھ سے بیعت ہیں اور انڈیا میں اسلامی بورڈ کے صدر بہت بڑے عالم اور فاضل دیوبند نے میری باتیں نوٹ کی ہیں اور کتابی شکل میں انڈیا سے شائع کی ہیں، جس کا نام ہے: "باتیں اُن کی یاد رہیں گی" آپ لوگوں میں جس کے پاس نہ ہو لے لیں۔ تو بتا رہا ہوں کہ عزت آپ کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ میرے اختیار میں ہے، جس کو اللہ عزت دیتا ہے اس کے چراغ کو کوئی بجھا نہیں سکتا، لہٰذا یہ مدرسہ خالص اس لئے کھولا گیا کہ یہاں اللہ والے آئیں، اساتذہ بھی اللہ والے ہوں اور طالب علم بھی اللہ والے ہوں، باورچی بھی اللہ والا ہو، جھاڑو لگانے والا بھی اللہ والا ہو، چوکیدار بھی اللہ والا ہو، سب کو اللہ تعالیٰ صاحب نسبت کردے، صاحب نسبت معنیٰ، صاحب ولایت یعنی اپنا ولی بنالیں۔

جیسا کہ ابھی بتایا کہ اپنے شیخ شاہ عبدالغنیؒ کی محبت میں سولہ برس میں حضرتؒ کے ساتھ رہا، جس میں سے دس برس حضرتؒ کے ساتھ پھولپور میں رہا جو بالکل سنسان جنگل تھا، آبادی کا دور دور نشان نہ تھا۔ میرے موجودہ شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئی نے حضرت شیخ پھولپوری پر میرا رات دن فدا ہونا دیکھا تو حیدرآباد سندھ میں اپنے بڑے بھائی اسرار الحق صاحب سے فرمایا کہ میں نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ پہلے زمانے میں لوگ اپنے پیر پر کس طرح جان دیتے تھے وہ میں نے حکیم اختر کی زندگی میں دیکھ لیا، تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے استادوں کو ہمیشہ ہدایت فرمائی کہ دیکھو لڑکوں کی پٹائی مت کرو، ہر شخص کا دماغ یکساں نہیں ہوتا، کوئی زیادہ مضبوط ہوتا ہے وہ دو رکوع یاد کر لیتا ہے، کوئی کم دماغ کا ہے وہ زیادہ یاد نہیں کرسکتا تو اس کے دماغ کی استعداد سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالو، مان لیجئے کہ کوئی دو سال میں حافظ نہیں ہوتا تو تین سال میں ہوجائے گا، لیکن پٹائی نہ کرو کیونکہ پٹائی کرکے ان کو حافظ بنانا آپ پر فرض نہیں ہے اور پٹائی کرنا حرام ہے، ایسے استاذوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قصاص لے گا۔ فقہ حنفی کی سب سے بڑی کتاب شامی ہے جس کے مصنف علامہ شامی ابن عابدینؒ ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ جو استاذ بچوں کی پٹائی کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ لے گا اور یہ تھانہ بھون کے قاری..... صاحب موجود ہیں، ان سے پوچھ لو کہ بعض استاذوں کو حضرت تھانویؒ نے کیا سزا دی، استاد کے کان پکڑوائے اور اس کو چکر لگوائے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ برصغیر کے بڑے بڑے علماء کے شیخ تھے، غیر منقسم ہندوستان کے اکابر علماء سب حضرت کے قدموں میں تھے۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا جو پیر ہوگا کتنا بڑا عالم ہوگا، مولانا خیر محمد جالندھری بانی خیرالمدارس کا پیر کتنا بڑا عالم ہوگا، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی کا پیر کتنا بڑا عالم ہوگا، علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ان تمام بڑے بڑے علماء کے حکیم الامت پیر ہیں مگر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جس استاذ نے بچوں کی پٹائی کی حضرت نے اس کو سزا دی۔ میرے شیخ نے بھی فرمایا کہ حضرت کے ہاں بچوں کی پٹائی کرنا سخت منع تھا، سخت منع تھا اور فرماتے تھے کہ دلیل کیا ہے؟ حفاظ کرام غور سے سنیں۔ آہ! یہ شاید ہی کہیں سنو گے۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں مگر قرآن شریف کی تعلیم کی آیت کے نزول میں "الرحمٰن" نازل فرمایا: "الرحمٰن: علم القرآن" رحمٰن نے تعلیم قرآن دی، تو فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے ناموں میں کوئی نام یہاں نازل نہیں فرمایا، نہ قہار نہ جبار، رحمٰن کا لفظ نازل فرماکر قیامت تک کے معلمین کو قرآن پاک کی تعلیم دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سبق دے دیا کہ شانِ رحمت سے بچوں کو پڑھانا۔ بتاؤ واضح دلیل ہے یا اس میں کچھ اشکالات ہیں؟ "الرحمن علم القرآن" رحمٰن

نے قرآن پاک کی تعلیم دی، آخر اللہ کے اور بھی تو نام ہیں، ننانوے ناموں میں اور کوئی نام کیوں نہیں نازل کیا، خالی رحمٰن کی شان کو نازل کیا تاکہ قرآن پاک کے معلمین قصائی کی طرح بچوں کو نہ پیٹیں، بچوں کے اعضاء کمزور ہوتے ہیں۔ میں لاہور میں اپنے مرشد مولانا شاہ عبدالغنیؒ کے ساتھ تھا۔ ایک دیہاتی روتا ہوا آیا کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا، قرآن شریف پڑھتا تھا، حفظ کررہا تھا۔ سبق یاد نہیں تھا، استاذ نے سر جھکایا اور ایک مکا مارا، اسی وقت اس کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ حکومت نے دس سال کی سزا استاذ کو دی مگر بڑا مدرسہ قرآن پاک کا ختم ہوگیا، سب نے کہا کہ بھائی ہم اپنے بچوں کو قصائیوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ آج انگریزی اسکول کے لڑکوں کو ٹافیاں اور چائے مل رہی ہے اور عربی مدرسوں کے لڑکوں کو گھونسے اور ٹھونسے مل رہے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے فون کیا کہ میرا بچہ ایک مدرسہ میں پڑھتا ہے اور سب بھائی اس کے اسکول میں پڑھتے ہیں، وہ اپنے بھائیوں سے کہتا ہے کہ تم لوگ بڑے اچھے ہو کہ اسکول میں تم کو ٹافی مل رہی ہے اور چائے بھی مل رہی ہے اور کھیلنے کے لئے فٹ بال بھی مل رہا ہے اور مدرسوں میں مت جانا، ہمارا حال دیکھ لو، وہاں قصائی بیٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ کے نام پر واسطہ دیتا ہوں کہ قیامت کے دن اپنے لئے دوزخ کا راستہ مت بناؤ، اگر ہم لوگوں کے اخلاق سے مدرسے بند ہوگئے یا کسی نے اپنے لڑکے کو مدرسہ سے نکال کر اسکول میں داخل کرادیا، قیامت کے دن دوزخ میں جانے کے لئے یہی خبیث عمل کافی ہے۔ بتاؤ! اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن پوچھا کہ تم نے لڑکوں کی اتنی پٹائی کیوں کی کہ جس کی وجہ سے وہ مدرسے چھوڑ کر انگریزی اسکول میں چلے گئے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ اگر تمہارے بچوں کو کوئی اس طرح مارے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ اکثر پڑھانے والے چونکہ غیر شادی شدہ ہوتے ہیں، اس لئے اولاد کی محبت کے درد سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہ شعر میں نے بہت پرانا سنا تھا:

اگر تو صاحب اولاد ہوگا
تجھے اولاد کا غم یاد ہوگا

آج سے کئی سال پہلے ایک بچے کو استاذ نے مارا، میرے سامنے وہ بچہ آیا تو اس کی پیٹھ پر پانچوں انگلی بنی ہوئی تھیں اور کالا ہوگیا تھا۔ میں نے اسی وقت اس استاذ کو نکال دیا۔ میں نے کہا کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تم کو استاد رکھا جائے، تمہیں شرم نہیں آتی۔ اس بچے کی ماں نے بھی سفارش کی، میں نے کہا یہ خالی تمہارا حق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس بے رحمی کو پسند نہیں کرتا، ہم تمہاری سفارش اللہ کے مقابلے میں قبول نہیں کرسکتے۔ ایسے قصائی استاذ کا نکالنا مجھ پر فرض ہے۔ میں نے مدرسہ جنت کے لئے کھولا ہے، مجھ سے بھی تو سوال ہوگا کہ تمہارے مدرسہ میں طلبا پر جو ظلم ہورہا تھا تم نے کیا معاملہ کیا اور یہ بھی بتادیتا ہوں کہ ہم نے مدرسہ پیٹ کے لئے نہیں کھولا، نہ مولانا مظہر تنخواہ لیتے ہیں نہ ہم تنخواہ لیتے ہیں، ہمارے لئے کتب خانہ، دواخانہ ہے اور اللہ کی رحمت سے گزارا ہے۔ میں نے مڈل اسکول پڑھ کر والد صاحب سے عرض کیا کہ مجھے دیوبند بھیج دیجئے، میں عالم بننا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا نہیں پہلے تم کو حکیم بناؤں گا، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ تم پیٹ کے لئے علم دین سیکھو اور سکھاؤ، دواخانے سے پیٹ کمانا اور اللہ کے لئے دین سکھانا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری روزی کا ذریعہ مدرسہ نہیں ہے، لہٰذا آج امریکا، افریقا، برطانیہ، ہندوستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ ان تمام ملکوں کے بڑے بڑے علماء کی خدمت کی سعادت اللہ تعالیٰ مجھے میرے بزرگوں کی غلامی کے صدقے میں دے رہا ہے اور یہاں بھی دیکھو پیر کے دن نیو ٹاؤن کے اور کتنے بڑے بڑے مدارس کے علماء آرہے ہیں اور میں نے ایک معمولی مدرسے بیت العلوم میں پڑھا، جس کو دنیا نہیں جانتی تھی اور آپ بھی نہیں جانتے، کبھی آپ نے سنا بیت العلوم کا نام؟ اعظم گڑھ کے دیہات میں چھوٹا سا مدرسہ تھا، مگر میرے شیخ شاہ عبدالغنیؒ کا مدرسہ تھا، میں نے گمنام مدرسے میں کیوں پڑھا؟ طلبا نے مجھے بہکایا اور غلایا کہ دیوبند جاکر پڑھو کیونکہ جب لکھو گے فاضل دیوبند تو تم کو عزت ملے گی اور لکھو گے فاضل بیت العلوم تو تمہیں کوئی پوچھے گا نہیں۔ میں نے کہا: میں عزت کے لئے نہیں پڑھ رہا ہوں، میں رب العزت کے لئے پڑھ رہا ہوں اور اپنے شیخ کے ساتھ اس لئے پڑھوں گا کہ مجھے اپنے پیر سے اللہ ملے گا اور علم درجۂ ثانوی ہوگا، اپنے شیخ کے مدرسہ میں علم جو کچھ قسمت میں ہے آجائے گا، ہر جمعرات کو اپنے پیر کے ہاں چلا جاتا تھا۔ پانچ میل پیدل، سردی میں رضائی گدا سر پر، پیدل اس لئے کیونکہ کرایہ نہیں ہوتا تھا، طالب علمی میں کہاں اتنا پیسہ ہوتا ہے، جمعرات کو گیا جمعہ کو حضرت کو غسل کرایا، خدمت کی اور اس کے بعد تقریر سنی اور صبح پھر مدرسہ آگیا۔ اساتذہ نے کہا کہ پیر کے پاس اتنا مت جایا کرو، ورنہ پیری مریدی کے چکر میں رہو گے تو علم میں کم تر رہو گے۔ میں نے کہا کہ میں تو پیر ہی کی وجہ سے یہاں آیا ہوں اور حقیقت میں حضرت والا سے میں اللہ کی محبت سیکھنے آیا ہوں، اگر میرا اللہ سے تعلق کمزور ہوجائے گا تو میں مدرسے سے بھی بھاگ جاؤں گا، کیونکہ میں حکیم ہوں، فوراً دوا خانہ کھول کر دوا بیچنا شروع کردوں گا، مدرسہ میں میرا دل ہی نہیں لگے گا اور اتنا غریب مدرسہ تھا کہ صبح سے لے کر بارہ بجے تک ناشتہ نہیں دیتا تھا، مدرسہ میں کھانا دوپہر کا اور رات کا تھا۔ بتاؤ جوانی کی بھوک کیسی ہوتی ہے؟ بھائی صبح سے لے کر بارہ ایک بجے تک ایک قطرہ پانی پیٹ میں نہیں جاتا تھا، مدرسہ غریب تھا لیکن میں

نے اس مدرسے کو چھوڑ کر امیر مدرسہ تلاش نہیں کیا، کیونکہ ہمارے پیر اور مرشد وہاں تھے، بعض اساتذہ بھی شیخ سے اس قدر تعلق کو علم کے لئے مضر سمجھتے تھے، اس لئے پسند نہ کرتے تھے لیکن جب اللہ نے مثنوی شریف کی شرح وغیرہ میرے ہاتھ سے لکھوائی تو انہی بزرگوں نے میرے استاذوں نے کہا کہ واقعی اس کو پیر کی دعا لگ گئی اور آج سارے عالم میں اللہ دکھلا رہا ہے کہ اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانا کبھی رائیگاں اور بے کار نہیں جاتا، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی خدمت کو کبھی رائیگاں نہیں کرتا اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ جس طرح ابا اپنے بچوں کی محبت کو اپنی محبت کے کھاتے میں لکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی محبت کو اپنے کھاتے میں لکھتا ہے، جو محبت للہ ہوتی ہے وہ باللہ ہوتی ہے، اللہ والی محبت اللہ کے ساتھ شمار ہوتی ہے۔

میں درد دل سے کہتا ہوں کہ بچوں کی ہرگز پٹائی نہ کرو، اس لئے جب آپ حضرات کا تقرر ہوتا ہے تو مدرسہ کے فارم میں ہے کہ ہم بچوں کی پٹائی نہیں کریں گے، کیوں بھائی! فارم میں ہے یا نہیں؟ تو جب فارم پر آپ نے دستخط کر دیئے تو گویا وعدہ کر لیا اور وعدہ خلافی حرام ہے یا حلال؟ تو پھر یہ سوچ لو کہ یہ کیسا استاذ ہے جو وعدہ خلافی کرتا ہے، ابھی ایک لڑکے کو اتنا مارا کہ کئی دن تک اس کے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ان چیزوں کو دیکھ کر مدرسہ میں ترقی ہوگی یا تنزلی؟ آپ کہیں گے کہ میں نے تو ہلکا سا یوں کر دیا تھا لیکن آپ کا ہلکا بچوں کے لئے بھاری ثابت ہوتا ہے، بتایئے اگر شیر بکری کے پیٹ پر خالی ملائم سا ہاتھ رکھ دے اور کہے کہ میں نے تو بہت ملائم سا ہاتھ رکھا تھا تو بکری زندہ رہے گی؟ مارے ڈر کے ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ استادوں کا خود ہی دل میں خوف اور ڈر ہوتا ہے اور جب کہ میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ دو سال کے بجائے اگر تین سال میں حافظ ہوں اور تین سال کے بجائے چار سال میں ہوں تو آپ سے کبھی شکایت نہیں کریں گے بشرطیکہ محنت میں کمی نہ ہو اور مہتمم کو آگاہ رکھیں کہ صاحب یہ بچہ سبق صحیح نہیں سناتا، تاکہ ہم ان کے والدین کو اطمینان دلا دیں کہ اگر تاخیر ہو مدرسہ کی شکایت مت کرنا، تمہارا بچہ خود سبق صحیح یاد کر کے نہیں سنا رہا، مگر مار پٹائی نہ کرو کیونکہ میرے مدرسے کی ترقی کا راز یہی ہے لوگ یہی سن کر بھیجتے ہیں کہ مدرسہ اشرف المدارس میں پٹائی نہیں ہوتی، اب اگر یہاں بھی پٹائی ہو تو میرا سارا بھرم اور ساری عزت خاک میں مل جاتی ہے اور آپ کو اس آیت کا بتا دیا، اللہ کرے کہ قیامت تک معلمین اس آیت کو یاد رکھیں۔ اس مضمون کو کیسٹ میں ٹیپ اس لئے کرایا ہے کہ ہر مہینہ اس کو سن لیا کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''خیار امتی علماء ھا''... میری امت کے بہترین لوگ علماء ہیں... مگر علماء میں کون بہتر ہیں؟ ''وخیار علماء ھا رحماء ھا''... اور علماء میں بہترین وہ ہیں جو رحم دل ہیں، جن پر شان رحمت غالب ہے... یعنی جن علماء پر شان رحمت غالب ہے وہ ان علماء سے بہتر ہیں جن پر شان رحمت غالب نہیں، اب شان رحمت کیسے آئے گی؟ کیونکہ اکثر حفاظ تربیت یافتہ بھی نہیں ہوتے؟ بعضے دیہاتوں سے پڑھ پڑھ کر چلے آئے اور پٹائی کے ساتھ پڑھا تو جیسا پٹ کر پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے کام ہی نہیں چلے گا۔ لہٰذا ان کے لئے بتاتا ہوں کہ وہ رحم دل آدمیوں کے پاس بیٹھیں، تھوڑی دیر پانچ منٹ اس نیت سے بیٹھو کہ میرے اندر شان رحمت آ جائے، کوئی نہ ملے تو مولانا مظہر میاں کے پاس بیٹھ جاؤ اور ''یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم'' چلتے پھرتے پڑھتے رہو انشاء اللہ آپ دنیا میں کبھی کسی تکلیف میں نہیں رہیں گے، کسی مشکل میں نہیں رہیں گے۔ یہ وظیفہ مجھے بہت بڑے بزرگ، بہت بڑے پیر، جو الٰہ آباد میں تھے، مولانا شاہ محمد احمدؒ نے بتایا۔ حضرت کے پاس مشکل میں پھنسے ہوئے مصیبت زدہ لوگ آتے تھے، فرمایا: یہی پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف میں یہی تین نام مبارک نازل فرمائے ہیں۔ اللہ، رحمٰن، رحیم لہٰذا ''یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم'' پڑھتے رہو اور کھانے پینے پر بھی اسی کو دم کرو تو شان رحمت آ جائے گی اور کوئی مشکل نہیں رہے گی، غیب سے انتظام ہوگا، انشاء اللہ! جو اللہ والا بن کر رہے گا کیا اللہ تعالیٰ اس کا نہیں بنے گا؟ ''من کان للہ کان اللہ لہ''... جو اللہ کا بن کر رہے گا تو اللہ بھی اس کا بن کر رہے گا... میرا پوتا میرے سگے بھانجا کا بیٹا اسی مدرسے سے حافظ ہوا، اس کو یونیورسٹی میں تراویح سنانے کے چھ ہزار روپے ملے، اس نے مجھ سے کہا: میں نے کہا کہ اس کو واپس کرو، کیونکہ تمام علماء نے اس کو حرام فرمایا ہے، پالنے والا اللہ ہے، تم ہمت کر کے دیکھو، وہ گیا اور رقم واپس کر دی، انہوں نے کہا کہ ہم واپس نہیں کریں گے، پھر میں نے فتویٰ کی کتاب بھیجی جس میں لکھا ہے کہ تراویح کی اُجرت نہ لینا جائز نہ دینا جائز، دونوں حرام ہیں۔ اس کو دیکھ کر ان لوگوں نے واپس لے لیا۔ چار چھ مہینے کے بعد اس کو جدہ سے بلاوا آ گیا، اس وقت سعودیہ میں ہے، ایک فیکٹری کا منیجر ہے، ہر سال حج وعمرہ کر رہا ہے، چھ ہزار تو گئے لیکن لاکھوں ریال میں اس وقت مزے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر مر کے تو دیکھو اس سے بڑھ کر قدر دان کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہمارا پیار کرنے والا کوئی اور ہو سکتا ہے؟ لہٰذا میں بحیثیت مربی ہونے کے آپ کو یہ چند نصیحت کر رہا ہوں کہ اللہ کے لئے غصہ کر کے دوزخ کا راستہ مت اختیار کرو، آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں، لات مار دیا یا ایک دم رپٹ مار دیا، غصہ میں مغلوب ہو کر مارنا جائز نہیں ہے، ان کو کھڑا کر دو چھٹی بند کر دو، تھوڑی دیر آپ بھی بیٹھیں۔

یہ استاذ پر مشکل ہوتی ہے، دس منٹ آپ اس کو چھٹی نہ دیں۔ یہ ان کے لئے دس ڈنڈے سے زیادہ سخت ہے، جب دیکھا کہ سب کی چھٹی ہوگئی، اب دس منٹ بیٹھنا بچوں کو بہت کھلتا ہے اللہ کے نام پر دس منٹ زیادہ بیٹھ جاؤ ہمیشہ تو نہیں بیٹھنا ہے کبھی کبھی تربیت کے لئے بیٹھنا کیا مشکل ہے، لیکن ایسا موقع مت دو کہ یہ دیکھئے صاحب! ذرا پیٹھ دیکھئے، اب پیٹھ کھولتا ہے تو وہاں نشانات پڑے ہوئے ہیں، میں کہاں تک کہوں کہ ہمارے استاذ بہت شریف ہیں، کہیں کسی اور نے مار دیا ہوگا، کیسے کہوں کہ کرکٹ کھیل رہا تھا، جھوٹ بولنا میرے لئے کیسے جائز ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا مراقبہ کرو اور بزرگوں کا طریقہ اختیار کرو جو کتابوں میں ہے اور ہمارے سلسلے کے سب سے بڑے حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ نے پٹائی کو بالکل حرام قرار دیا اور وہ زمانہ گیا جب بے وقوف لوگ کہتے تھے کہ بوٹی اور گوشت میرا چمڑی استاذ کی۔ ماں باپ کے لئے بھی اتنا پٹوانا جائز نہیں، بعض وقت ماں باپ نے اجازت دے دی اور جب اس کی مار پٹائی دیکھی تو پھر اجازت کے باوجود استاذ کو خود مارنے لگا، استاذ نے کہا کہ تم نے ہم کو مارنے کی اجازت دی تھی، کہا کہ اپنے بیٹے کی پٹائی اب ہم سے دیکھی نہیں جا رہی ہے، اٹھا کر پٹخ دیا استاذ کو اور مارنا شروع کر دیا، جیسے جب فیلڈ مارشل ایوب خان تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان کے دانت کھٹے ہوگئے تھے تو بمبئی میں انڈیا نے ایک ڈرامہ بنایا، فیلڈ مارشل ایوب خان کی شکل کا ایک ہندو تلاش کیا، لمبا قد، موٹی گردن، وہی شکل اور اس کو ایوب خان کی وردی پہنا دی اور شاستری جوان کا وزیر اعظم تھا دبلا پتلا، ایک ہندو تلاش کیا اور دبلے پتلے ہندو کو وزیر اعظم شاستری بنا دیا، پھر اس وزیر اعظم ہندو کو سکھایا کہ تو دبلا پتلا کمزور ہے مگر اس تگڑے ہندو کو جو ایوب خان بنا ہوا ہے خوب جوتے لگا اور سو سو روپے دو دو سو کا ٹکٹ رکھ دیا۔ سارا بمبئی جمع ہوگیا وہاں کہ آج ایوب خان کی شاستری پٹائی کرے گا اور دونوں ہندو تھے لیکن جس کو ایوب خان بنایا تھا اس کو سمجھا دیا تھا کہ تم بدلہ نہ لینا ورنہ ہمارا ڈرامہ ختم ہو جائے گا اور انڈیا کی عزت ختم ہو جائے گی، لہٰذا دس بارہ جوتے تو اس نے کھائے، کس نے؟ وہ جو تگڑا ہندو تھا، جو ایوب خان بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کو غصہ آ گیا اور وہ بھول گیا کہ میں کہاں ہوں اور کیا پارٹ کر رہا ہوں، تو اس نے شاستری کی ٹانگ اٹھا کر اسے تین دفعہ گھمایا اور زور سے اسے سامنے کرسیوں پر پھینک دیا، وہ تو بے ہوش ہوگیا، ہسپتال میں لے جانا پڑا، اب حکومت نے اس پر مقدمہ چلایا کہ تم نے انڈیا کی رسوائی کر دی، ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ پٹتے رہنا، اس نے کہا کہ صاحب دس بارہ جوتے تک تو ہوش تھا پھر ہم کو غصہ آ گیا۔ اس لئے اس سے یہ سبق بھی لے لو کہ غصے میں کبھی بھی عمل مت کرو، جب غصہ آ جائے تو خاموش ہو کر کسی دوسرے کام میں لگ جاؤ، پھر بعد میں سمجھاؤ، بزرگوں نے فرمایا کہ غصے کی حالت میں سمجھاؤ بھی مت، غصے میں عقل ٹھیک نہیں رہتی، ابھی اسی قربانی کے زمانے میں جنوبی افریقہ میں دو آدمیوں نے جانور خریدا اور اسی میں کسی بات پر لڑائی ہوگئی اور گولی چل گئی، بتائیے قربانی عبادت اور عبادت کے لئے جان لے لی اور قتل کا مقدمہ چل گیا اور دوسرے کو اس کے خاندان والوں نے مارا، وہ بھی ہسپتال میں داخل ہوگیا تو میرے مرشد نے مکہ مکرمہ میں اس خبر کو سن کر فرمایا کہ:

"دیکھو! غصہ کتنی بری چیز ہے، کتنے بچے اس میں ختم ہوگئے۔" کراچی میں میرے سامنے ایک آدمی نے اپنے چھوٹے بھائی کو اتنا بڑا پتھر مارا کہ وہ بے ہوش ہوگیا۔

غصہ بہت خراب چیز ہے، اس لئے یاد رکھو! اللہ والے بنو، حلیم الطبع بنو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین صفات قرآن پاک میں نازل ہیں: ترجمہ حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کا ہے:

"اور تھے ابراہیم علیہ السلام رقیق القلب"

یعنی نرم دل، رحیم المزاج یعنی مزاج پر شان رحمت غالب تھی حلیم الطبع اور بہت برداشت والے تھے۔

یہ تین خوبیاں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نازل کیں، سب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ تینوں صفات ہم کو بھی عطا کر دیں، رقیق القلب بنا دے، رحیم المزاج بنا دے اور حلیم الطبع بنا دے اور بچوں کی تعلیم میں ہمیشہ شفقت اور رحمت سے کام لینے کی توفیق دے۔ اگر کوئی مشکل ہو تو مہتمم سے مشورہ کرو، ان کے ماں باپ سے شکایت کی جائے گی لیکن مار پٹائی مت کرو، دوستو! بس میں یہی کہتا ہوں اور یہ کیسٹ اللہ محفوظ فرما دیں کیونکہ اب میں کمزور ہوگیا ہوں بار بار یہ تقریر نہیں کرسکوں گا، اس لئے محفوظ کرا دیا۔ ہر مہینے آپ لوگ خود درخواست دے کر سن لیا کریں تاکہ سبق تازہ ہو جائے اور امید ہے کہ میری آہ! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

بچوں کی پٹائی کا اصل سبب غصہ ہے اس لئے آج غصہ پر بیان کرنا ہے تاکہ بیماری جڑ سے جاتی رہے، غصہ ہمیشہ تکبر سے پیدا ہوتا ہے جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے وہی غصہ کرتا ہے، ایسا شخص غصہ میں نہیں آ سکتا جو اپنے کو حقیر سمجھتا ہو اور میدان محشر میں اپنے انجام کی فکر رکھتا ہو، غصہ ہمیشہ احمقوں کو آتا ہے یعنی جو بے وقوف ہوگا اپنے انجام سے بے خبر ہوگا، اپنے خاتمے کی اس کو فکر نہ ہوگی، میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کو جواب دینا مستحضر نہ ہوگا، ایسے ہی لوگوں کو غصہ آتا ہے اور ہمیشہ غصہ اپنے سے کمزور پر آتا ہے۔

☆☆............☆☆

خاموش تماشائی

خالد محمود (سابق یوئیل کندن)

کراچی کے موجودہ حالات کو دیکھ کر ہر شخص یہ کہنے اور سوچنے پر مجبور ہے کہ یہاں قانون نام کی کوئی چیز ہے بھی یا نہیں، قانون اگر ہے، تو کن کے لئے اور اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں، پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنےوالے قوم کے رکھوالے کہاں ہیں؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے اور یہ سوالیہ نشان اب سے نہیں، بلکہ اس خوفناک سوالیہ نشان کو ایک عرصہ ہوگیا نہ تو جواب ملتا ہے اور نہ ہی امن وامان۔

سب طرح کے ٹیکس وصول کرنے والی سابقہ اور موجودہ حکومتیں شہریوں کو امن و امان دینے کے دعوی تو کرتی ہیں، مگر بے گناہ لوگوں کے لاشے آج بھی اٹھ رہے ہیں نعوذ باللہ! آج تو کچھ بے حس لوگ ان گرتے لاشوں کی گنتی یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ: آج کا اسکور کیا ہے؟

اگر یہ سب بیرونی طاقتوں کا کھیل ہے تو ہماری اندرونی طاقتیں کہاں ہیں؟ اگر ملالہ پر حملہ دہشت گردی اور تعلیم وانسانیت پر خوفناک حملہ ہے تو احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کے طلبا جو قال اللہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم سے آراستہ ہورہے تھے، ان کی شہادت کو کیا نام دیا جائے گا؟

اگر ملالہ پر حملے کے بعد سارا یورپ اور مغرب اور ہماری این جی اوز چیخ چلا سکتے ہیں تو احسن العلوم کے شہید کیے جانے والے طلبا کی شہادت پر یہ کیوں خاموش تماشائی ہیں؟

امریکا اور یورپ کا دم بھرنے والے سوٹ بوٹ پہنے ہمارے وزیر، مشیر کہاں ہیں؟ پہلے جامعہ دارالعلوم کراچی اور اشرف المدارس پر دھاوا اور اب احسن العلوم کے بے گناہ طلبا کی شہادت یہ سب کیا ہے؟ کس کو خوش کیا جارہا ہے، یا کس کی خوشی مقصود ہے؟ ہم علما اور طلبا کے جنازے کب تک اٹھاتے رہیں گے؟ کب تک معصوم شہری ہر روز موت کے گھاٹ اتارے جاتے رہیں گے، اس ملک اور شہر کو امن کب نصیب ہوگا؟ سمجھ نہیں آتی یہ سوال کس سے کیا جائے اور کس کے در پر کیا جائے؟

کیونکہ جنہوں نے امن وامان قائم کرنا ہے وہ بے چارے تو حکمرانوں، وزیروں اور مشیروں کی سیکورٹی پر معمور ہیں۔ لیکن اللہ کے لئے یہ بھی تو سوچ لیجئے کہ خون کی جو ہولی کراچی میں کھیلی جارہی ہے اس کے اثرات اس سے کہیں زیادہ خوفناک مرتب ہوں گے، جس کی پیشینگوئی اہل بصیرت کررہے ہیں۔

آندھی اور طوفان سے قبل آنے والے بادل بظاہر خوشنما نظر آتے ہیں، مگر ان کے ساتھ آنے والی تباہی سب کچھ بہالے جاتی ہے، بے روزگاری، مہنگائی، بجلی، گیس، بدامنی اور دہشت گردی کی ستائی ہوئی اس قوم کی آواز اگر نہ سنی گئی تو ایسا نہ ہو کہ ہم آپس کی نہ ختم ہونے والی جنگ میں گھر جائیں۔

حکومتِ وقت جو کچھ کررہی ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، لہٰذا اگر حکومت اپنی کچھ نیک نامی چاہتی ہے تو کم از کم عملی طور پر اس ملک وقوم کو "امن وامان" ہی دے دے، کہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ وماتوفیقی الاباللہ! ☆☆

اسلام پسند جماعتوں کا الائنس وقت کا اہم تقاضا ہے: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ، ممتاز عالم دین حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت دنیا وآخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ مستقبل قریب کے انتخابات میں سیکولر عناصر اور قادیانیت نواز سیاستدانوں کو شکست دینے کے لئے مذہبی جماعتوں کا کردار اہم ہوگا۔ بے دین سیاستدانوں اور سیکولر لابیوں نے ہمیشہ دینی مدارس، ملک کے اسلامی تشخص اور اسلامی دفعات کو ٹارگٹ کیا۔ اسلام دشمن سیکولر جماعتوں کے مقابلہ میں اسلام پسند جماعتوں کا الائنس وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ ماضی قریب میں بھی ایم ایم اے کی صورت میں مذہبی جماعتوں نے ایک مشترکہ جدوجہد کے ذریعے حکومت تشکیل دی وہ یہاں جامعہ محمدیہ کوٹ ۸۵/۶ آر میں تجوید وقرأت اور ترجمہ قرآن کی کلاسز کی افتتاحی تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ تقریب کی صدارت کے فرائض مولانا صاحبزادہ رشید احمد نے ادا کئے۔ تقریب سے مفتی محمد ذکاء اللہ، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا نور محمد، قاری منظور احمد طاہر، مولانا محمد عمران اشرفی، قاری محمد عثمان المالکی، قاری نوید احمد اور محمد رمضان ٹکھیلا نے شرکت وخطاب کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قرآنی وآسمانی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لئے دینی مدارس کا وجود مسلمانوں پر احسان عظیم ہے۔ دینی اداروں کے ذریعے برصغیر میں اسلام کے چراغ روشن ہوئے۔ اکابرین امت نے دنیا کی تمام راحتوں کو ترک کرکے اور فقر وفاقہ برداشت کرتے ہوئے خون جگر سے اسلام کی بقا کی جنگ لڑی۔

سفر نامہ

"دنیا سے ذرا ہٹ کے"

مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی

مارچ ۲۰۰۴ء کے آخر میں امریکا کے سفر پر روانگی ہوئی، اس سے پہلے بھی امریکا کئی بار جانا ہوا اور اس کے کافی شہروں اور اسٹیٹ میں جانے کا موقع ملا، وہاں کی تہذیب وتمدن، معاشرت رسم ورواج کو بھی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس مرتبہ اس سفر کا بنیادی مقصد امریکا میں واقع ایک دینی ادارہ "دارالعلوم نیویارک" کے نصاب اور نظام کو ترتیب دینا اور وہاں کے حالات اور ضروریات کے مطابق ایک اسلامی اسکول کے اجلاس میں شرکت کرنا تھا الحمدللہ! اس سفر میں دارالعلوم نیویارک کا نصاب وہاں کی ضروریات کو سامنے رکھ کر بہت بہتر انداز میں مرتب کیا گیا، یہ ادارہ پچھلے کئی سالوں سے امریکا میں دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

ابتداً میں اس ادارہ کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا رہا، لیکن ادارہ کے منتظمین اساتذہ کرام کی مسلسل پُرخلوص جدوجہد سے اب یہ ادارہ ماشاء اللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، امریکا کا یہ سفر اس مرتبہ اس لئے بھی بہت عجیب سا لگ رہا تھا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میں امریکا تنہا سفر کررہا تھا، اس سے پہلے کئی بار امریکہ جانا ہوا لیکن ہر مرتبہ اپنے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ اور اپنی والدہ مدظلہا کی ہمراہی نصیب تھی۔

پی آئی اے کے ذریعہ تقریباً ۲۴ گھنٹے کے سفر کے بعد نیویارک کے جان ایف کینیڈی ایئرپورٹ پر اترے تو امیگریشن اور رجسٹریشن کا ایک مشکل مرحلہ شروع ہوا، تقریباً چار سے پانچ گھنٹہ کے صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا، گیارہ ستمبر کے بعد سے امریکا بالکل بدلا ہوا محسوس ہوتا ہے، مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے واقعات زبان زد عام ہیں، مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ ہمارا تعلق پاکستان سے بھی تھا، یہ بھی تاخیر کی ایک وجہ بن گئی۔ ایئرپورٹ کی کارروائی سے فارغ ہوکر وہ دن آرام کیا، اس کے بعد اگلے دن سے نصاب اور نظام کے سلسلہ میں رکھے گئے اجلاس شروع ہوگئے تقریباً ایک ہفتہ تک اسی کام میں دن رات مشغولیت رہی، جب کاموں سے فراغت ہوگئی تو ہمارے میزبان جناب برکت اللہ صاحب اور جناب مولانا روح الامین صاحب اور ان دنوں امریکا آئے ہوئے ہمارے ایک دوست جناب حبیب صاحب نے پروگرام بنایا کہ ہم آپ کو ایک ایسی جگہ کی سیر کراتے ہیں جس کے بارے میں آپ نے سنا تو بہت ہوگا، لیکن دیکھنے کی نوبت نہ آئی ہوگی، ان کا کہنا تھا کہ آپ اس جگہ چلیں تو یہ آپ کا ایک نیا اور انوکھا تجربہ ہوگا۔ ان حضرات نے پنسلوانیا اسٹیٹ میں "آمش" کاؤنٹی جانے کا پروگرام ترتیب دے رکھا تھا۔ چنانچہ ہم سب ساتھی مل کر ایک دن صبح نیویارک سے بذریعہ کار پنسلوانیا روانہ ہوئے اور تقریباً چار گھنٹہ میں وہاں پہنچے، اس جگہ آمش لوگ آباد ہیں، جن کی تعداد ہزاروں میں ہے اور ان کی آبادی کو "آمش کاؤنٹی" کہا جاتا ہے۔

آمش لوگ کون ہیں، کہاں سے آئے، کیا کرتے ہیں، کس طرح رہتے ہیں، اس کی تفصیل بہت دلچسپ اور عجیب وغریب ہے، آمش دراصل ہالینڈ نسل سے تعلق رکھتے ہیں، صدیوں پہلے ان کے آباؤ اجداد امریکا آکر منتقل ہوگئے تھے اور اب ان ہی کی نسل چلی آرہی ہے، یہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہ قوم ہے جو دنیا کی آسائش اور جدید ایجادات کو نہیں استعمال کرتی، ہر وہ چیز جس کا تعلق مشینری سے ہو ان کا استعمال ان کے نزدیک گناہ ہے، یہ لوگ ہر قسم کی جدید ایجادات، آسائشوں سے بہت دور ہیں۔ دنیا سے ہٹ کر رہنا اور قدیم ترین طریقہ زندگی کو اختیار کرنا ان کا رواج ہے، یہ سب کچھ مال و دولت کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے، محض عقیدہ کی بنا پر ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی جدید چیزوں کے استعمال سے انسان گناہگار ہوتا ہے۔ یہ لوگ مالی طور پر بہت مستحکم ہیں، اپنے یہاں انجان لوگوں کی آمد و رفت کو پسند نہیں کرتے، اس لئے ہمارے میزبانوں نے ایک ایسے تاجر کے توسط سے ان سے ملاقات کروائی جو کہ ان سے سبزیوں کی تجارت کرتے تھے، یہاں کا تفصیلی دورہ بظاہر اس کے بغیر مشکل تھا، آمش کی دو قسمیں ہیں:

۱:... حقیقی آمش: یہ ان کا ایک فرقہ ہے، جس کو آسان لفظوں میں "بنیاد پرست" کہا جاسکتا ہے، ان کی تعداد کم ہے۔

۲:... مینا نائٹ آمش: یہ ان کے فرقہ کا نام ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (الف) ماڈرن

آمش، (ب) روایتی آمش۔

حقیقی آمش تو صرف اصل چیزوں کو ہی استعمال کرتے ہیں، داڑھی رکھتے ہیں، مونچھیں کاٹتے ہیں اور کسی بھی قسم کی آسائش کو استعمال کرنا گناہ سمجھتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ سائیکل تک کا استعمال ان کے یہاں ممنوع ہے۔

ماڈرن آمش جدید اشیاء کو استعمال کرلیتے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بے دین ہوگئے ہیں۔ زیادہ تعداد مینانائٹ فرقہ کی ہے اور اس میں جو روایتی ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ بھی سہولتوں کو استعمال نہیں کرتے لیکن بعض ایسی سہولیات جو حقیقی آمش استعمال کرتے ہیں وہ استعمال کرلیتے ہیں، مثلاً سائیکل چلاتے ہیں۔

مینانائٹ روایتی آمش:

۱:... زیادہ تر افراد اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ بجلی استعمال نہیں کرتے، بلکہ گھروں میں لالٹین اور موم بتی جلاتے ہیں، اس کی روشنی میں روزمرہ کے کام کرتے ہیں، ان کے گھروں میں موم بتی اور لالٹین کو دیکھ کر جو لوگ آمش نہیں ہیں اور قریب کی آبادیوں میں رہتے ہیں وہ بھی فیشن کے طور پر اپنے گھروں میں موم بتی اور لالٹین رکھتے ہیں، اگرچہ ان کے گھروں میں بجلی بھی ہوتی ہے۔

۲:... کسی قسم کی کوئی مشین استعمال نہیں کرتے، کپڑے دھونے کی مشین یا دیگر کسی قسم کی کوئی اور مشین ہو، ان کے یہاں اس کا استعمال ممنوع ہے۔

۳:... ٹی وی سی ڈی پلیئر، کمپیوٹر، ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، اوون کسی قسم کی کوئی سہولت استعمال نہیں کرتے۔

۴:... ٹیلی فون، فیکس، موبائل فون، انٹرنیٹ وغیرہ کے استعمال کا ان کے یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۵:... کاریں، موٹر سائیکل یا کسی بھی قسم کی آٹوموبائل کا آمش کے یہاں گزر نہیں، نہ وہ چلانا جانتے ہیں نہ رکھتے ہیں، نہ سوار ہوتے ہیں، آمد و رفت اور سفر کے لئے گھوڑا گاڑی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہم سب کے عجیب وغریب تاثرات تھے، جب ہم پنسلوانیا میں آمش کاؤنٹی پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ نت نئی اور جدید ترین کاروں کے بجائے گھوڑا گاڑی اور تانگوں میں سفر کر رہے ہیں، یہ گھوڑا گاڑی انتہائی خوبصورت اور صاف ستھری ہوتی ہے۔

۶:... گزر بسر کھیتی باڑی پر ہے، تمباکو کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے، بھٹہ، جامن، تربوز، بندگوبھی وغیرہ کی کاشت زیادہ تر کرتے ہیں۔

۷:... کھیتی باڑی کے لئے گھوڑے استعمال کرتے ہیں، جیسے گھوڑا گاڑی میں پہیہ بھی استعمال نہیں کرتے بلکہ صرف لوہے کا گول رم استعمال کرتے ہیں۔

۸:... امریکا جیسے ملک میں جہاں ساری دنیا کے لوگ آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جہاں کی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو پوری دنیا میں ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے، اس ترقی یافتہ دنیا میں آمش لوگ تعلیم سے تقریباً بے بہرہ ہیں، ان کے یہاں تعلیم کا اپنا نظام ہے لیکن وہ بھی عجیب وغریب طرح کا ہے۔ ان کے اسکولوں کا اپنا ایک نظام ہے جس میں صرف آٹھ جماعت تک تعلیم ہوتی ہے، پورا اسکول ایک ہی کمرے پر مشتمل ہوتا ہے، ایک ہی کمرے میں کسی کلاس کا ایک لڑکا ہوگا، کسی کلاس کے دو ہوں گے اور کسی کلاس کے تین ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ ایک ہی استاذ تمام درجوں کی کلاس لیتا ہے، استاذ بھی آمش کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کو خطرہ ہوتا ہے کہ باہر کا استاذ آکر ہمارے لڑکوں کو جدت پسندی کی طرف مائل کرکے بے دین بنادے گا۔

۹:... رشتے آپس میں اس طرح کرتے ہیں کہ والدین لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ہال میں جمع کرتے ہیں سب آپس میں ہی ایک دوسرے کو پسند کرکے شادیاں کرلیتے ہیں، دولہا سائیکل پر آتا ہے اور دلہن گھوڑا گاڑی پر ہوتی ہے گھریلو نظام انتہائی مضبوط ہے طلاقیں نہیں ہوتیں۔

۱۰:... عریانی، فحاشی اور بے راہ روی سے یہ لوگ بالکل دور ہیں۔

۱۱:... شراب نوشی ان کے یہاں اسی طرح ممنوع اور ناجائز سمجھی جاتی ہے، جیسے مسلمانوں کے یہاں سمجھی جاتی ہے، بے حد مذہبی ہوتے ہیں کسی قسم کی خرافات میں مبتلا نہیں ہوتے۔

۱۲:... شراب نہیں پیتے، میوزک نہیں سنتے، ٹی وی نہیں دیکھتے، عورتیں پردہ کرتی ہیں، چونکہ یہ لوگ جدید اشیاء اور دنیاوی سہولتوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، اس لئے ان کا کاؤنٹی امریکا کی واحد کاؤنٹی ہے جہاں آبادی تو ہے لیکن وہ کاؤنٹی رات کے وقت اندھیرے میں ڈوبی رہتی ہے، کیونکہ وہاں بجلی کا استعمال نہیں ہے، ہم نے آمش کاؤنٹی میں ایک نوجوان لڑکے سے سوال کیا کہ تم کبھی نیو یارک یا نیوجرسی گئے؟ تو اس نے کہا: میں وہاں جا ہی نہیں سکتا، مجھے ان شہروں سے خوف آتا ہے۔ یہی حال تقریباً اس کاؤنٹی کے ہر فرد کا ہوتا ہے۔

امریکا میں کم وبیش ہر شخص میڈیکل انشورنس کروانے پر مجبور ہے، کیونکہ اگر وہ میڈیکل انشورنس نہ کروائے تو علاج غیر معمولی مہنگا ہے جو متوسط آدمی کے بھی بس سے باہر ہے لیکن یہ آمش نہ میڈیکل انشورنس کرواتے ہیں اور نہ کسی اور چیز کا انشورنس کرواتے ہیں۔ ان سے جب سوال کیا کہ بیمار ہونے

پر آپ کا خرچ کون برداشت کرتا ہے؟ تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارے علاج معالجہ کے اخراجات ہمارا چرچ برداشت کرتا ہے، چرچ کا کردار ان کی زندگی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، چرچ صرف ان کی مذہبی رہنمائی ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے دیگر معاملات میں بھی ان کی مدد کرتا ہے۔

دنیا کی اس عجیب وغریب آبادی کو دیکھ کر ہم سب رات گئے واپس ہوئے، ہم نے ان کو دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے دونوں میں دیکھا، آنکھوں کو خیرہ کردینے والی روشنی اور جگمگ جگمگ کرتے امریکا میں رات کو لالٹین اور موم بتی روشن کئے یہ لوگ کسی الگ دنیا کا منظر پیش کررہے تھے، پورا امریکا روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، جبکہ ان کی کاؤنٹی اندھیرے اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

قرآن کریم کی یہ آیت ان پر پوری طرح صادق آتی ہے:

"کیا ہم تمہیں بتائیں کہ سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی گئی محنت اکارت گئی اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ ہم ٹھیک کام کررہے ہیں۔"

(سورۂ کہف:۱۰۳،۱۰۴)

وہاں سے واپس آتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ یہ امریکا جو اس وقت دنیا کی سپر پاور بنا ہوا ہے ترقی یافتہ ملک ہے، اس میں آمش قوم اپنی مرضی سے زندگی گزارتے ہیں۔ اپنی مرضی کی تعلیم اور نظام بناتے ہیں، اس میں قطع نظر کہ ان کا یہ نظام اور طریقہ صحیح ہے یا غلط، اس کا کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں، لیکن ان کے طریقۂ کار کو حکومت کی طرف سے مکمل اجازت حاصل ہے، پارلیمنٹ کی منظوری ہے، کوئی ان کے نظام میں مداخلت نہیں کرتا، لیکن یہی امریکا ہے جب ہمارے دینی مدارس کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو دقیانوسی نظام قرار دیتا ہے، فرسودہ نظام تعلیم کہا جاتا ہے، حالانکہ ان مدارس کی افادیت کسی سے پوشیدہ نہیں، آج پورے پاکستان اور بیرون پاکستان صحیح خطوط پر دینی کام کرنے والے حضرات میں پاکستانی علماء اور مدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کا زبردست حصہ ہے، لیکن اس کے باوجود آج پوری دنیا ان علماء اور مدارس کے خلاف سرگرم ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس طرح آمش کاؤنٹی کے لوگ اپنی مرضی سے زندگی گزارتے ہیں، اسی طرح ان مدارس میں بھی مداخلت سے باز رہا جاتا۔

یہاں کے دورے سے ایک سبق یہ حاصل ہوا کہ انسان دنیا میں اپنی زندگی جس طرح گزارنا چاہے وہ گزار سکتا ہے، پابندیوں کے ساتھ گزارے یا آزادی کے ساتھ دنیا کے ساتھ چلے یا قدیم زمانہ کے ساتھ، ہر صورت اس کے اختیار میں ہے، ہمارا دین اسلام نہ انسان کو بلاوجہ دنیا سے کاٹتا ہے اور نہ دنیا کی اشیاء کو استعمال کرنے سے روکتا ہے، البتہ اسلام کا مزاج اعتدال اور میانہ روی کا ہے، ہمارا دین ہمیں کچھ پابندیوں کے ساتھ دنیا میں رہنے کی تعلیم دیتا ہے، اسلام نہ ان پابندیوں اور جکڑ بندیوں کو پسند کرتا ہے جس میں آمش لوگ مبتلا ہیں اور نہ اتنی آزادی دیتا ہے جتنی مغربی ممالک کی اقوام کا مزاج ہے، اس لئے ہم اگر اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیں تو کیوں نہیں ہوسکتے، کوشش کرنے سے ہر کام آسان ہوجاتا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی، ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ، مطابق جنوری ۲۰۰۵ء) ☆☆

قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرکے ملکی آئین سے بغاوت کی: مرکزی ناظم اعلیٰ

ساہیوال (نامہ نگار) ۲ نومبر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا ہے کہ دنیا کا تمام نظام اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت پر اور قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر نبوت و رسالت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار اور شرک کرنے والوں کا سخت ترین محاسبہ کریں گے۔ قرب قیامت میں تمام اسلام دشمن طاغوتی عناصر مسلمانوں پر ظلم وسفاکیت کی یلغار کریں گے۔ ہمیں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ توحید و رسالت کے منکرین کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان کی اسلام دشمن لابنگ کا ادراک کرنا ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرکے ملکی تاریخ میں سب سے پہلے آئین پاکستان سے بغاوت کی بنیاد رکھی، وہ یہاں جامع مسجد شہداءؒ فرید ٹاؤن میں جمعہ کے عوامی اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ اس موقع پر مبلغ چیچہ وطنی عبدالحکیم نعمانی، قاری منظور احمد طاہر، مولانا محمد عمران اشرفی، محمد آصف راجپوت، حاجی بشیر احمد جالندھری اور بھائی عبیداللہ سمیت متعدد مذہبی وسماجی شخصیات موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں فرقہ واریت اور کارپوریٹ کلچر کو پرموٹ کرنے والی ایجنسیوں کو ختم کیا جائے تو اسلامی نظام ملک کا مقدر بن سکتا ہے۔ ملک کو اسلامی و فلاحی ریاست بنانے کی بجائے سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ایجنڈا صرف خام خیالی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں مذہبی منافرت اور قتل وغارت کے پس پردہ قادیانی ماسٹر پلان کام کررہا ہے۔ قادیانی گروہ عقیدۂ ختم نبوت سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے اور اپنے کفریہ عقائد کو چھپانے کے لئے لسانی جماعتوں سے فرنٹ لائن کا کردار ادا کروا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت سے ہمیں معاملات میں مشاورت اور اجتماعیت کا درس ملتا ہے۔ شورائی نظام کے تحت چلنے والے اداروں اور تنظیموں پر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور بے پناہ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی بے ثبات اور فانی زندگی کی آرائش کے لئے کسی کمزور کی حق تلفی کرنا اور اس کے مال ومتاع پر ناجائز قبضہ کرنا تعلیمات نبوی سے انحراف اور خسران آخرت ہے۔ تمام مسلمانوں کی عزت اور ان کے اموال کو اپنی عزت اور اپنا مال تصور کرکے امانت و دیانت کے فلسفے کو پروان چڑھائیں۔

بعد ازاں جامع مسجد مدینہ میں مولانا نور محمد کی طرف سے دیئے گئے اعزازیہ میں شرکت فرمائی اور کارکنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ عالمی میڈیا پر قادیانیوں کے اثر ورسوخ کو روکنے کے لئے عالم اسلام اور مبلغین ختم نبوت کو منظم اور مربوط حکمت عملی اپنانا ہوگی۔

تیسری قسط

عصمت انبیاء علیہم السلام

دلائل و براہین

مرسلہ: مولوی محمد شفیق الرحمٰن جلال پوری

مولانا مدرار اللہ نقشبندی، مردان

منکرین عصمت کے دلائل کا تعاقب:

گزشتہ مستند حوالوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبل از بعثت بھی کفر و شرک سے معصوم ہیں اور جھوٹ اور دیگر کبائر تو درکنار صغائر سے بھی معصوم ہیں، اس لئے یہ دعویٰ افسوسناک بھی ہے اور حیرت انگیز بھی کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفر اور جھوٹ سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت بعد از بعثت کی قید کے ساتھ وابستہ ہے، جبکہ انبیاء علیہم السلام قبل از نبوت ہر حالت میں نہ صرف کفر و شرک اور جھوٹ بلکہ کبائر و صغائر سے قصداً و سہواً معصوم ہیں اور یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔

بعض متکلمین کے ناپسندیدہ اقوال:

علم کلام کی کتابوں میں بعض لوگوں سے ایسے اقوال موجود ہیں جو مسئلہ عصمت کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اس قسم کے اقوال دراصل اس غلط فہمی کا نتیجہ ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو قبل از نبوت وصف نبوت بلکہ وصف ولایت سے بھی عاری سمجھتے ہیں، مگر دراصل یہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہے اور اہل غرض اس قسم کے لوگوں کے اقوال سے استناد کر کے امت کو غلط راستے پر ڈالنے کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ظلم کی حد یہ ہے کہ اس قسم کے اقوال مردودہ کو اہل سنت والجماعت کے مذہب کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے، حالانکہ اہل سنت والجماعت انبیاء علیہم السلام کو قبل از نبوت تو درکنار قبل از پیدائش عالم ارواح میں بھی نبی مانتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ملا علی قاری آنحضرت ﷺ کے ذکر کے ضمن میں یہ حقیقت اس طرح بیان کرتے ہیں:

"وفیہ دلالة علیٰ أن نبوة لم تکن منحصرة فیما بعد الأربعین، کما قال جماعة، بل إشارة إلیٰ أنہ من یوم ولادتہ متصف بنعت النبوة، بل یدل حدیث ((کنت نبیاً، وآدم بین الروح والجسد)) علیٰ أنہ متصف بوصف النبوة فی عالم الأرواح، قبل خلق الأشباح۔"

ترجمہ: "اور اس میں اس امر پر دلالت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت چالیس سال کے بعد کی زندگی پر منحصر نہیں ہے، بلکہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ پیدا ہونے کے دن سے وصف نبوت سے متصف تھے، بلکہ حضور ﷺ عالم اجسام کی پیدائش سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے۔"

فرق صرف اتنا ہے کہ لوگوں کو ایک نبی کی نبوت کا علم اس وقت ہو جاتا ہے جب اس کی زبانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نبوت اور بعثت کا اعلان کیا جائے۔ چونکہ نبی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی، تربیت اور خاص حفاظت میں ہوتا ہے، اس لئے "تمہید ابو شکور سالمی" نے وضاحت کی ہے کہ:

"انبیاء علیہم السلام نزول وحی سے پہلے اور نزول وحی کے بعد ہر حالت میں واجب العصمت اور تمام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔"

جن متکلمین نے انبیاء علیہم السلام کی شان اعلیٰ وارفع کے بارے میں نامناسب اقوال و آراء ظاہر کئے ہیں، ان کے متعلق جاننا چاہئے کہ وہ قرآن و حدیث، اہل سنت والجماعت اور اجماع امت کے صریحاً خلاف ہیں۔ انہوں نے محض اپنے ظن و تخمین سے ایک رائے قائم کی اور بعض دوسرے لوگوں نے اسے شہرت دی، لیکن ائمہ اہل سنت والجماعت اور اصحاب تحقیق نے ان اقوال سے پردہ اٹھایا اور امت کو آگاہ کیا کہ یہ اقوال ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ چنانچہ امام الحرمینؒ اور علامہ آمدیؒ عصمت انبیاء کے بارے میں مختلف آراء و اقوال کے متعلق فرماتے ہیں کہ "یہ اختلاف ظن پر مبنی ہے، کسی کے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں" اور صاحب نبراسؒ نے اپنی تصنیف "مرام الکلام" میں متکلمین کے اس قسم کے اقوال و آراء کو ناپسندیدہ اور مردود قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"الکلمة فی عصمة الأنبیاء للمتکلمین فیھا کلمات غیر مرضیة والمختار عندی أنھم معصومون عن وساوس الشیطان وعن الکذب والکبائر والصغائر عمداً أو سھواً قبل النبوة وبعدھا۔"

ترجمہ: "انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بعض متکلمین کے اقوال ناپسندیدہ ہیں، اور

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام شیطان کے وسوسوں، جھوٹ بولنے اور کبائر وصغائر سے خواہ قصداً ہو یا سہواً نبوت سے پہلے ہو یا نبوت کے بعد ہر حالت میں معصوم ہیں۔“

امکان اور وقوع میں فرق:

”مسلم الثبوت“ اور اس کی شرح ”فواتح الرحموت“ اور آمدیؒ کے ”احکام الاحکام“ میں عصمت انبیاء کے متعلق مختلف اقوال بیان کئے گئے ہیں، لیکن پھر یہ صاف تصریح کی گئی ہے کہ:

”ایک کسی چیز کا امکان ہے اور ایک اس کا وقوع ہے۔ جہاں تک وقوع کا تعلق ہے از آدم علیہ السلام تا ایں دم کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، جس نے ایک لمحہ بھی شرک کیا ہو، اور یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ کسی فحش، سفیہ، حقیر اور قابل نفرت کام کرنے والے کو نبی بنا کر بھیجا گیا ہو۔“

مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کا امکان اس کے وقوع کو مستلزم نہیں۔ علامہ سعد اس کے متعلق لکھتے ہیں:

”فان الإمکان الذاتي بمعنی التجویز العقلي لا ینافي حصول العلم القطعي کعلمنا بأن جبل أحد لم ینقلب ذھباً مع إمکانه في نفسه.“

ترجمہ: ”امکان ذاتی تجویز عقلی کے معنی میں علم قطعی کے حصول کے منافی نہیں، جیسا کہ ہمارا یہ علم کہ جبل احد کبھی سونے میں تبدیل نہیں ہوگیا ہے، باوجود یہ کہ اس کا امکان موجود ہے۔“

اور علامہ سیالکوٹیؒ کی یہ عبارت بھی اس مضمون پر دال ہے کہ:

”فانا نجزم بأن جبل أحد لم ینقلب ذھباً مع جوازہ عقلاً“

ترجمہ: ”ہمیں یہ پختہ یقین ہے کہ احد کا پہاڑ سونے میں تبدیل نہیں ہوگیا ہے، لیکن اس کا جواز عقلی موجود ہے۔“

ان عبارتوں سے مستفاد ہوا کہ متکلمین جس چیز کے امکان اور جواز کو تسلیم کرتے ہیں ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کے وقوع کے بھی قائل ہیں۔ ایک اور مثال سے بھی امکان اور وقوع کے فرق کو سمجھا جا سکتا ہے، مثلاً کوئی آدمی یہ کہے کہ زید کا اپنی بیوی کو طلاق دینا ممتنع نہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مرتکب بھی ہوا، اور اس پر احکام طلاق جاری ہوگئے۔ اسی طرح قوت اور فعل میں بھی فرق ہے، مثلاً یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ہر انسان کاتب بالقوہ ہے، لیکن ہر انسان بالفعل کاتب نہیں، کیونکہ قوت فعل کو مستلزم نہیں، لیکن بعض لوگ متکلمین کے امکان وجواز اور وقوع کے درمیان فرق کو محسوس کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے، اس لئے انہوں نے عصمت انبیاء کے متعلق بعض متکلمین کے امکان وجواز کو وقوع پر حمل کیا اور عدم امتناع کو صدور پر محمول کیا۔ اسی طرح بالقوۃ اور بالفعل کے فرق کو بھی نظر انداز کردیا اور شدید غلطی میں پڑ گئے۔ ”مسلم الثبوت“ اور اس کی شرح ”فواتح الرحموت“ کا حوالہ ابھی گزر چکا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ:

”جہاں تک وقوع کا تعلق ہے از آدم علیہ السلام تا ایں دم کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے ایک لمحہ بھی شرک کیا ہو اور یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ کسی فحش، سفیہ، حقیر اور قابل نفرت کام کرنے والے کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔“

متذکرہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر حالت میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، اس لئے حق پرستی کا تقاضا یہ ہے کہ بعض متکلمین کے وہ اقوال مظنونہ دیوار پر پھینک دیئے جائیں جو اہل سنت والجماعت کے مسلک اور اجماع کے خلاف ہوں اور جنہیں اہل سنت ہمیشہ مسترد اور ناپسندیدہ قرار دیتے چلے آرہے ہیں۔

علامہ سعدالدین تفتازانیؒ کا فیصلہ

اس ضمن میں علامہ سعد الدین تفتازانیؒ کا فیصلہ اہل حق کے لئے برہان قاطع کی حیثیت رکھتا ہے، انہوں نے ”شرح عقائد نسفیہ“ میں عصمت انبیاء علیہم السلام کے متعلق مختلف اقوال نقل کئے ہیں، جس کے بعد اہل سنت والجماعت کا مسلک مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

”اذا تقرر ھذا، فما نقل عن الأنبیاء مما یشعر بکذب أو معصیة، فما کان منقولا بطریق الآحاد فمردود، وما کان بطریق التواتر فمصروف عن الظاھر، ان امکن، ولا فمحمول علی ترک الأولی.“

ترجمہ: ”جب یہ معلوم ہوا تو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جھوٹ اور معصیت کی جو روایتیں منقول ہیں، پس اگر وہ اخبار آحاد کے طریقے سے ہوں تو مردود ہیں، اور اگر بطریق تواتر منقول ہوں تو وہ اپنے ظاہر سے مصروف ہوں گی، اگر اس کا امکان ہو، ورنہ ترک اولیٰ پر محمول ہیں۔“

اس عبارت میں لفظ ”بطریق الآحاد“ پر شرح عقائد کے حاشیہ پر لکھا ہوا یہ حاشیہ بھی خاص طور پر قابل غور ہے:

”بطریق الآحاد سواء بلغ حد الشھرۃ أو لا فمردود، لأن نسبة الخطأ إلی الرواۃ أھون من نسبة المعاصي إلی الأنبیاء.“

”اخبار آحاد شہرت کو پہنچے ہوں یا نہ پہنچے ہوں، ہر حال میں مردود ہیں، کیونکہ راویوں کی جانب خطا

کی نسبت اس سے بہت آسان ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف معاصی کی نسبت کی جائے۔"

علامہ سعدؒ کے اس فیصلے اور متعلقہ حاشیے سے مستفاد ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی جانب معاصی کی نسبت کسی حال میں بھی نہ کی جائے گی خواہ اس قسم کی باتیں اخبار آحاد اور احادیث مشہورہ و متواترہ سے کیوں ثابت نہ ہوں اور لکھا ہے کہ اخبار آحاد تو مردود ہیں اور احادیث مشہورہ و متواترہ کا یہ حال ہے تو پھر اس کے مقابلے میں دوسرے اشخاص کے قیل وقال کی کیا وقعت باقی رہ سکتی ہے؟

امام ابو منصور ماتریدیؒ کی وضاحت:

امام اہل سنت ابومنصور ماتریدیؒ بھی انبیاء علیہم السلام سے صرف ترک اولیٰ کے صدور کے قائل ہیں، چنانچہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"وھو ان ترکوا الفاضل وما لوا الی المفضول، أی المباح باجتھاد، ویکون ذلک زلۃ منھم."

ترجمہ: "جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے صغائر کا صدور جائز سمجھتے ہیں تو ان سے ان کی مراد یہ ہے کہ انہوں نے فاضل کو چھوڑ کر مفضول کی طرف میلان کیا، یعنی مباح کا ارتکاب کیا اپنے اجتہاد کی رو سے، اور یہ زلت ہے جو ان سے صادر ہوئی۔"

امام ماتریدیؒ کے اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے صدور صغائر کے قائلین کا قول ترک افضل اور ترک اولیٰ پر مبنی ہے اور یہی بات علامہ سعدؒ نے بھی کی ہے۔

زلت کی تعریف:

یہاں ضروری ہے کہ لفظ "زلت" کی تحقیق کی جائے۔ امام راغب اصفہانیؒ نے زلت کی لغوی تعریف اس طرح کی ہے:

"الزلۃ استرسال الرجل من غیر قصد."

ترجمہ: "زلت لغت میں بے اختیار پاؤں پھسلنے کو کہتے ہیں۔"

اور علامہ نسفیؒ "زلت" کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"فانہ اسم لفعل یقع علی خلاف الأمر من غیر قصد إلی الخلاف کزلۃ الماشی فی الطین."

ترجمہ: "زلت اس فعل کو کہتے ہیں جو امر کے خلاف واقع ہو، لیکن قصداً اس کے خلاف کا نہ ہو، جیسا کہ چلنے والا پھسل کر کیچڑ میں گر جائے۔"

اور تفسیرات احمدیہ نے "زلت" کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"اور "زلت" وہ ہے جو بنی آدم سے قصد کے بغیر واقع ہو اور واقع ہونے کے بعد اس پر آدمی قائم نہیں رہتا۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو راستے پر لغزش کھا کر گر پڑا، اور پھر کھڑا ہو گیا، تو اس کا قصد یہ نہ تھا کہ گر پڑے، اور جب گر پڑا تو اس حالت پر قائم نہ رہا، بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔"

"وقع فیہ بسبب القصد لفعل مباح"

"زلت" کی اس تعریف سے واضح ہوا کہ زلت سہواً یا عمداً گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا نام نہیں، کیونکہ باتفاق علمائے امت یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے کبائر و صغائر قصداً یا سہواً صادر نہیں ہوتے۔ اور اگر زلت سہواً صغائر کے صادر ہونے کا نام ہوتا تو پھر علمائے امت کو یہ تکلف کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ انبیاء سے سہواً صغائر صادر نہیں ہوتے اور زلات جو صغائر ہیں سہواً صادر ہو سکتے ہیں، حالانکہ ان دونوں میں لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ "زلت" صغائر کے سہواً صادر ہونے کا نام نہیں۔ علمائے اصول نے "زلت" کا مفہوم سمجھانے کے لئے کئی باتیں کی ہیں:

(۱) ایک یہ کہ "زلت" یعنی لغزش اپنے اختیار سے نہیں ہوتی۔

(۲) دوسری یہ کہ صاحب لغزش کے لئے لغزش مقصود اصلی نہیں ہوتی۔

(۳) تیسری یہ کہ صاحب لغزش ایک مباح فعل کا قصد کرتا ہے، مگر بے اختیار ایک ترک اولیٰ فعل میں واقع ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی یہ کہ صاحب لغزش کو اس فعل کا غیر مباح ہونا پہلے سے معلوم نہیں ہوتا، جس میں بے اختیار واقع ہو گیا ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ لغزش کے بعد وہ اس حالت پر قائم نہیں رہتا اور فوراً متنبہ ہو کر سنبھل جاتا اور اس حالت سے الگ ہو جاتا ہے۔ "زلت" کے اس دقیق مفہوم کو علماء اصول نے "زلۃ الماشی فی الطین" سے مشابہت دی ہے، چونکہ کیچڑ میں پھسل کر گرنے والے پر یہ باتیں صادق آتی ہیں، مثلاً:

(الف) ماشی فی الطین کی لغزش بے اختیار ہوتی ہے۔

(ب) اس کا مقصود یہ نہیں ہوتا کہ کیچڑ میں گر پڑے۔

(ت) وہ ایک مباح فعل کا ارتکاب کر رہا تھا جو سیدھے راستے پر جانا تھا مگر بے اختیار وہ ایک تکلیف دہ فعل میں پڑ گیا جو کیچڑ میں واقع ہونا ہے۔

(ث) کیچڑ میں واقع ہونے سے پہلے اس کو یہ علم نہ تھا کہ وہ سیدھے راستے پر جاتے ہوئے اچانک کیچڑ میں گر پڑے گا ورنہ وہ اس راستے پر جانا ہی چھوڑ دیتا۔

(ج) راستے پر یا کیچڑ میں بے اختیار گرنے والے شخص کو لوگ ملامت نہیں کرتے، بلکہ اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

ایس ایم ایس کا استعمال

مولانا محمد ابراہیم تقی

جدید ایجادات بشرطیکہ شریعت ان کی اجازت دیتی ہو اور ان کا استعمال شریعت کے مطابق ہو تو یہ ایجادات اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، لیکن اگر ان کا استعمال کرتے ہوئے شریعت کی حد کو توڑا گیا تو یہ پکڑ کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنا رابطہ علماء کرام سے رکھیں اور ان سے ایسی چیزوں کے بارے میں رہنمائی لیتے رہیں۔

دور جدید کی ایجادات میں سے موبائل فون کی ایس ایم ایس سروسز ہے کہ جس میں کم خرچ کے ساتھ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ اللہ پاک کی اس نعمت کو کس طرح استعمال کیا جائے اور اس کے استعمال میں کن امور سے بچا جائے اس بارے میں چند معروضات درج ذیل ہیں۔ اللہ پاک عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور دین کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مثبت پیغام رسانی کا ذریعہ:

ایس ایم ایس سروس دور حاضر میں مختلف امور کے لئے استعمال کیا جارہا ہے لیکن اس کے استعمال میں اس کا خیال رکھا جائے کہ مثبت اور بامقصد پیغام کو آگے پہنچایا جائے۔ فضول: لایعنی اور فحش پیغامات کو آگے پہنچانے سے گریز کیا جائے۔ چنانچہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی لایعنی (فضول) باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ قرآن کریم میں بھی لغو یعنی فضول کاموں کو ترک کرنے کی ترغیب دی گئی اور اس کو مومنین کی کامیابی کی صفات میں شمار کیا گیا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”والذین ھم عن اللغو معرضون۔“

ترجمہ: ”اور یہ وہ لوگ ہیں جو لغو (فضول) سے اعراض کرنے والے ہیں۔“

دینی ایس ایم ایس میں احتیاط:

نیکی اور صلاح کی بات کو آگے پہنچانا بہت اچھی بات ہے لیکن اس سے بڑھ کر اس کا اہتمام ضروری ہے کہ غیر تحقیقی بات کو آگے نہ بڑھایا جائے۔ لہٰذا ایسے اقوال جو اللہ کی طرف منسوب ہوں، انبیاء کی طرف منسوب ہوں یا صحابہ کرامؓ و اولیاء کی طرف تو پہلے کسی مستند عالم سے ان کی تحقیق کرلی جائے پھر ان کو آگے بڑھایا جائے۔ حدیث مبارک ہے:

”من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار او کمال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔“

ترجمہ: ”جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔“

غیر تحقیقی خبر سے احتراز:

اسی طرح بغیر تحقیق کے کسی خبر یا پیغام کو آگے نہ بڑھایا جائے اس کی وجہ سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے اور بے یقینی کی فضا قائم ہوتی ہے مزید یہ کہ ایک دوسرے پر سے اعتبار بھی ختم ہوجاتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی چھان پھٹک کرلو۔“

معاشرہ میں یہ ہوا بہت چلی ہوئی ہے کہ جیسے ہی کوئی ایس ایم ایس آیا فوراً آگے بڑھادیا، کبھی کسی کے انتقال کی خبر پھیل رہی ہوتی ہے تو کبھی رمضان و عید کے چاند کے ہونے نہ ہونے کی خبر چلتی ہے، پھر بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر غلط تھی۔ لہٰذا بہت احتیاط کرنی چاہئے، ایک حدیث میں آتا ہے:

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کردے۔“

آداب مجلس کی رعایت:

کمپنیوں کی طرف سے ایس ایم ایس سروسز کے نہایت سستے پیکج متعارف کرائے جارہے ہیں۔ جس سے جہاں بہت سے لوگ دینی و دنیوی فائدہ حاصل کررہے ہیں وہیں ایک مرض یہ بھی عام ہوتا جارہا ہے کہ ایس ایم ایس کے ذریعے لمبی لمبی فضول باتیں کی جاتی ہیں جو رفتہ رفتہ گھنٹوں پر محیط ہوجاتی ہیں۔ اس میں کئی نقصانات ہیں:

(۱)وقت کا ضیاع، (۲)مال کا ضیاع، (۳)رات سوتے وقت آخری عمل بجائے دعاؤں کے موبائل کے ذریعے گفتگو اور صبح اٹھ کر سب سے

پہلا کام بجائے دعا کے InBox کو کھنگالنا کہ کہیں کسی کا ایس ایم ایس نہ آیا ہوا ہو، پھر یہ مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ایک شخص موجود ہوتے ہوئے بھی غائب ہوتا ہے۔ ایک طرف کلاس میں سبق سن رہا ہوتا ہے اور اس کا ہاتھ اور دماغ تیزی سے Kepad پر چل رہا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس سے کوئی بڑا یا چھوٹا ہم کلام ہوتا ہے اور وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے بغیر موبائل کی طرف دیکھے دوسرے کو ایس ایم ایس کر رہا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے! سیرت نگاروں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ جب آپ کسی سے مخاطب ہوتے یا آپؐ سے کوئی مخاطب ہوتا تو آپؐ اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتے اور چہرہ انور کا رخ اس کی طرف کر دیتے اور پھر ایک وقت میں ایک سے زائد افراد کے جوابات دینا ذہنی انتشار کا سبب ہے جس سے مخاطب بھی اکتاہٹ و ذہنی تناؤ کا شکار ہوتا ہے اور خود بھی عجلت کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے جس میں غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں جو تکلیف کا باعث ہے لہٰذا ایسی چیزوں سے بچنا چاہئے۔

بہترین طریقہ:

سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ ایس ایم ایس سروسز کا استعمال کم سے کم اور بقدر ضرورت کیا جائے تاکہ ہماری صلاحیتیں موبائل پر لگنے کی بجائے صحیح مصرف پر لگیں اور وقت کا درست استعمال ہو۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی زندگی کو موت سے پہلے، اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور مالداری کو فقر سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کا درست استعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

توہین رسالت کو عالمی سطح پر قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے

ڈاکٹر خالد محمود سومرو

لاڑکانہ... گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام لاڑکانہ نظر محلّہ میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا رحیم بخش سومرو کے بیانات ہوئے۔ ہدیہ نعت الحاج امداداللہ پھلپھوٹو اور مولانا دھنی بخش جاچڑ نے پیش کیا۔

حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام کے خلاف سازشوں پر مسلم حکمراں متفقہ لائحہ عمل اپنائیں۔ مسلمان عظمت مصطفیٰ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے یورپ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کو عالمی سطح پر قابل نفرت اور قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ آزادیٔ اظہار کا یہ مطلب نہیں کہ برگزیدہ ہستیوں کو نشانہ بنایا جائے۔ دنیا مذہبی شدت پسندی کے خطرات سے دوچار ہے۔ شرپسند عناصر نے کائنات کی سب سے بڑی ہستی کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے لیکن مسلمان کٹ سکتا ہے، مر سکتا ہے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔

مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بے شمار صفات عطا کیں، تمام انبیاء کرام امانت دار صادق تھے، تمام عیوب سے پاک تھے، تمام انبیاء کرام کو وحی ان کی اپنی زبان میں آتی تھی اور ان پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام جبرائیل تھا اور جہاں نبی کا انتقال ہوا وہی جگہ ان کا مدفن بنی، تمام انبیاء کرام کا نام مفرد تھا، مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی کا نام بھی مرکب تھا، جھوٹا تھا، زانی تھا، شرابی تھا، خائن تھا، دھوکا باز تھا، براہین احمدیہ کے نام پر لوگوں سے چندہ لیا کہ پچاس جلدیں لکھوں گا پھر پانچ جلدیں لکھ کر باقی رقم ہڑپ کر گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمان اس قادیانی فتنہ کے خلاف بھرپور محنت کریں۔

مولانا عبداللطیف اشرفی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دنیا کا نظام تباہ ہو جائے سورج ستارے بے نور ہو جائیں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اب کوئی قادیانی، مرزائی منکر حدیث اس کے خلاف بات کرے تو ہم کہیں گے تم جھوٹے ہو، کذاب ہو، دجال ہو۔

مولانا محمد حسین ناصر نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم لاڑکانہ نظر محلّہ کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے آئے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے اوپر لعنت بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں، جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ رات دو بجے حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی دعا پر کانفرنس ختم ہوئی۔

مرزائیت سے توبہ

محترم ڈاکٹر عبداللہ خان اختر جتوئی ﷫ (مہتمم جامعہ محمدیہ ضیاء القرآن جتوئی ضلع مظفر گڑھ) نے اوائل عمری میں مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے قادیانیت قبول کر لی تھی۔ چنانچہ قادیانیوں کے پُر جوش مربی کی حیثیت سے ہندوستان کے مختلف شہروں دہلی، آگرہ، لکھنؤ، منگھیر، شاہ جہان پور، پٹنہ اور پھر پنجاب اور سندھ میں خدمات انجام دیں۔ بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دستگیری فرمائی، قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا، اس رسالہ میں آپ نے اپنے قبول اسلام کی وجوہات اور حالات درج کئے ہیں، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

ڈاکٹر عبداللہ خان اختر جتوئی ﷫

عرض حال:

حضرات! میں حقیر بندہ قصبہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ کا رہنے والا ہوں اور بلوچ قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس قوم کے نام سے یہ قصبہ آباد ہے، میری سرگزشت یہ ہے کہ میں ابھی مقامی اسکول کی آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا کہ چوہدری عبداللہ خان برادر حقیقی چوہدری سر ظفر اللہ خان کی تبلیغ سے ہمارا انگریزی کا ماسٹر مرزائی ہو کر قادیان جلسہ سالانہ پر چوہدری صاحب موصوف کے ساتھ چلا گیا۔ ان دنوں چوہدری عبداللہ خان ہمارے ضلع مظفر گڑھ میں پنچائیت افسر کے عہدہ پر تعینات تھے، جب جلسہ سے واپس ماسٹر صاحب پہنچے تو انہوں نے گرم جوشی سے ہمیں تبلیغ شروع کر دی۔ استاد کا اثر شاگردوں پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے جب میں نے مڈل کا فائنل امتحان دیا تو خیال یہ تھا کہ کسی دینی درسگاہ میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کروں اور پھر دینی خدمات بجا لاؤں۔ ماسٹر صاحب موصوف نے میرے ارادہ کو معلوم کرنے کے بعد قادیان جانے کی ترغیب دی اور کہا کہ آپ کی مرضی ہے کہ تعلیم جہاں بھی حاصل کریں مگر قادیان جا کر دیکھیں ضرور، اگر دل مان لے تو احمدی ہو جانا، ورنہ واپس آ کر جہاں چاہو تعلیم حاصل کر سکتے ہو۔ چنانچہ ان کے زور دینے پر میں قادیان جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

انہوں نے چوہدری عبداللہ خان کے نام ایک چٹھی لکھ دی جب میں نے مظفر گڑھ میں چوہدری صاحب کو چٹھی دی تو میرے قادیان جانے پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے دو چٹھیاں قادیان میں ایک خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام اور دوسری اپنے خسر چوہدری فتح محمد سیال کے نام لکھ دیں، جو ان دنوں صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ تھے، جب میں قادیان پہنچا تو چوہدری صاحب کو ان کو چٹھی دے دی اور خلیفہ صاحب والی چٹھی بھی ان کو ہی دے دی۔ کیونکہ وہ باہر گئے ہوئے تھے، چوہدری صاحب موصوف نے اپنی کوٹھی پر مجھے جگہ دی اور بڑی خاطر مدارت سے پیش آئے، جب میں نے چند دن قادیان میں گزارے اور خلیفہ صاحب بھی واپس آ گئے تو مجھے ان کی ملاقات بھی خاص اہتمام کے ساتھ کرائی گئی اور رات دن میرے ساتھ تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا گیا، چونکہ میں اس سے پہلے دینی معلومات سے بالکل کورا تھا، اس لئے ان کی تبلیغ نے مجھے مرزائیت میں داخل ہونے پر آمادہ کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں میں میں نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخل ہو گیا۔

”چیزے کہ در کان نمک رفت نمک شد“

نتیجہ یہ ہوا کہ میرے والد صاحب اور تمام خاندان نے مجھ سے تعلقات منقطع کر لئے اور زمین اور دوسری تمام جائیداد سے محروم کر دیا اور اپنی غیرت ایمانی کا پورا مظاہرہ کیا، مگر میں نے ان کی ایک نہ مانی تعلیم کو جاری رکھا، دینی تعلیم کے حصول کے بعد مجھے ملایا سنگاپور میں مبلغ بنا کر بھیج دیا گیا۔ ساڑھے تین سال تبلیغ دین باطل کرنے کے بعد قادیان واپس آ گیا اور معزز گھرانے میں میری شادی بھی ہو گئی۔ اس کے بعد بھی تبلیغ پر ہی اکثر مامور رہا اور ہندوستان کے مشہور مقامات پر میں نے تبلیغ کی، دہلی، آگرہ، لکھنؤ، کلکتہ، منگھیر، شاہ جہان پور، پٹنہ اور پھر پنجاب اور سندھ میں بھی جوش و خروش سے ان کی تبلیغ کرتا رہا۔ غرضیکہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان کی تبلیغ میں مشغول رہا۔ چنانچہ جب پہلی تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی ان دنوں میں ضلع سرگودھا میں مبلغ مقرر تھا اور تحریک کی پوری پوری مخالفت کی، چنانچہ مولانا لال حسین اختر کے ساتھ بھی چک ۸۸ شمالی ضلع سرگودھا اور قصبہ لالیاں ضلع جھنگ میں شرائط مناظرہ پر دو بدو بحث مباحثہ کیا۔ غرضیکہ

تحریک کے دنوں میں بھی میں نے مرزائیت کی تائید میں ہر ممکن کوشش کرکے تحریک کا پورا پورا مقابلہ کیا مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے، جب تحریک ختم ہوگئی اور تحقیقاتی عدالت میں بیان شروع ہوگئے۔ ہر ایک پارٹی نے اپنے اپنے بیانات قلم بند کرائے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کو بھی عدالت میں طلب کیا گیا اور ان کے بیانات بھی قلم بند کئے گئے۔ انہوں نے جو اپنا بیان عدالت میں دیا وہ ایک ایسا بیان ہے جس نے مرزائیت کی بنیاد ہی اکھیڑ کر رکھ دی ہے، جس کے پڑھنے سے میرے دل و دماغ پر ایک خاص اثر ہوا جس نے مجھے مرزائیت کی بنیاد پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دیا۔

چنانچہ تحقیقاتی عدالت میں امام جماعت احمدیہ کا بیان جو کہ دارالتجلید اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوا جس کے شروع میں خلیفہ صاحب کا فوٹو بھی دیا گیا، اس میں سے وہ حصص درج کرتا ہوں جس نے مجھ پر خاص اثر کیا:

صفحہ۱۰: ... سوال عدالت: اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد کے دعاوی پر واجبی غور کرنے کے بعد دیانت داری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط تھا تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب خلیفہ صاحب: جی ہاں! عام اصطلاح میں پھر بھی وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

صفحہ ۱۵: ... سوال عدالت: آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ مرزا غلام احمد کو نہیں مانتا وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے کیا شروع سے آپ کا یہی نظریہ ہے؟

جواب خلیفہ صاحب: جی ہاں!

صفحہ۲۸: ... سوال عدالت: کیا آپ مرزا غلام احمد کو ان مامورین میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب خلیفہ صاحب: میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں، کوئی شخص جو مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔

صفحہ۳۲: ... سوال عدالت: تو کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب خلیفہ صاحب: جی نہیں!

ان جوابات کے پڑھنے سے میرا دماغ چکرا گیا اور دل پر خاص اثر ہوا کہ مرزائیت کے تمام مبلغین اور میں خود بھی لوگوں کو یہی بات پیش کرکے مرزائیت میں داخل کرتے تھے کہ مرزا غلام احمد کا ماننا جزو ایمان ہے جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ بے ایمان اور کافر ہو جاتا ہے، اسی دلیل سے ہزاروں خاندانوں کو مرزائیت کی آغوش میں داخل کر چکے ہیں، اس دلیل پر غیر مرزائیوں کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی اور اسی دلیل پر ان سے رشتے ناطے حرام ہیں، اسی دلیل پر ان کا جنازہ ہم پر حرام ہوگیا ہے مگر اب بشیر الدین محمود نے چوراہے پر بھانڈا پھوڑ دیا ہے، اب میں مرزائیت کے عقائد لکھتا ہوں جو کہ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے کو نہ صرف یہ کہ کافر بناتے ہیں بلکہ یہودی اور عیسائی جیسا بناتے ہیں، خواہ وہ ایک ولی اللہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو:

مرزا قادیانی کا فتویٰ بصورت الہام:

۱:... ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (تذکرہ:۳۴۲، ۳۴۳، بحوالہ مفتاح الذکرہ ص:۷۶)

۲:... ''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ:۶۰۰، بحوالہ مفتاح الذکرہ ص:۸۸)

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اپنے فتوے:

۱:... ''مرزا غلام احمد صاحب صحیح معنوں میں اور شریعت کے مطابق نبی تھے، وہ مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی تھے۔'' (حقیقت النبوۃ ص:۱۷۴)

اب صاف ظاہر ہوگیا کہ ایک نبی کا منکر تمام نبیوں کا منکر ہوتا ہے، نبیوں کا منکر خدا کا منکر ہوتا ہے، پھر مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔ (مولف)

۲:... ''تمام مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد کی بیعت نہیں کی خواہ اس کا نام بھی نہ سنا ہو سب کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص:۳۵)

۳:... ''غیر احمدی تمام کافر ہیں۔''

(الفضل:۲۶، ۲۹، رجون ۱۹۲۲ء)

(بیان مرزا بشیر الدین محمود بعدالت سب جج گورداسپور)

۴:... ''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن کسی غیر احمدی کا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔''

(انوار خلافت ص:۹۳، از بشیر الدین محمود)

۵:... ''احمدی اور غیر احمدی میں فرق بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود تحریر فرماتے ہیں کہ: ''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ان کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے ہمارا اور، ان کا حج اور ہے ہمارا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔'' (الفضل، ۲۱ راگست ۱۹۱۷ء)

۶:... ''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔''

(انوار خلافت ص:۹۰)

قارئین کرام! مرزا غلام احمد صاحب کے الہامات اور پھر مرزا بشیر الدین محمود کے بیانات ملاحظہ

فرما چکے ہیں، اس کے بعد ہر ایک انسان مجبوراً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ عدالت میں خلیفہ صاحب نے جو بیانات دیئے ہیں وہ سراسر غلط بیانی اور دھوکا دہی پر مبنی ہیں، یہی وجہ ہے کہ میرے دل و دماغ پر ایک خاص اثر پڑا، جس کے بعد میں نے مرزائیت کے معاملہ کو خالی الذہن ہوکر محبت اور دشمنی کے جذبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب کے باپ، دادا، چچاؤں اور اس کی بڑے بھائی خود مرزا صاحب کے حالات کا مطالعہ کیا جس کا نتیجہ قارئین کے فائدہ کے لئے درج ذیل کرتا ہوں تاکہ میرے جیسے بھولے بھٹکے شاید راہ راست پر آجائیں اور میرے لئے یہی ذریعۂ نجات ہوجائے، یا اللہ! ہر مسلمان کو گمراہ ہونے سے بچا اور راہ راست پر چلا وہ راستہ دکھا جو تیری رضا کا موجب ہو اور ہر اس راستہ سے بچا جو تیری ناراضگی کا موجب ہو۔ آمین یارب العالمین۔

احقر العباد ڈاکٹر عبداللہ خان اختر جتوئی بقلم خود

تحقیق دقیق

مرزا غلام احمد کا خاندان اور مسلمان

یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ اور چچا مرزا غلام محی الدین وغیرہ نے پہلے سکھوں سے مل کر اور ان کی فوج میں داخل ہوکر مسلمانوں سے جنگیں کیں اور پھر انگریزوں کی فوج میں داخل ہوکر اس کے والد اور چچا اور بڑے بھائی نے ہمیشہ مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا اور خود مرزا غلام احمد نے زور قلم سے مسلمانوں کی گردنوں کو انگریزوں کے آگے جھکایا اور خود ہر طرح کا فائدہ اٹھایا اور وہ خود بھی لکھتے ہیں: ”سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے۔“ گویا کہ مرزا صاحب کا خاندان تو علی الاعلان تلوار لے کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتا رہا مگر یہ قلم لے کر مسلمانوں سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے، فرق صرف تلوار اور قلم کا ہے ورنہ مقصد میں سرمو فرق نہیں ہے ثبوت ذیل میں درج ہے:

سکھوں اور انگریزوں کی فوج میں داخل ہوکر مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتے رہے:

ا:... مرزا بشیر الدین محمود فخریہ طور پر تاریخی واقعات کو اپنی کتاب ”سیرت مسیح موعود“ میں یوں درج کرتے ہیں:

”آخر تمام جاگیر کو کھو کر عطا محمد (مرزا غلام کا دادا) بیگووال میں سردار فتح سنگھ آلووالیہ کی پناہ میں چلا گیا اور بارہ سال تک امن و امان سے زندگی بسر کی، اس کی وفات پر رنجیت سنگھ نے جو رام گڑھیہ مسل کی تمام جائیداد پر قابض ہوگیا تھا، غلام مرتضیٰ کو واپس قادیان بلالیا اور اس کی جدی جاگیر کا ایک بہت بڑا حصہ اسے واپس دے دیا، اس پر غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں داخل ہوا اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔“

پھر لکھتے ہیں:

”نونہال سنگھ اور شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دور دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمات پر مامور رہا، ۱۸۴۱ء میں یہ جرنیل ونچوار کے ساتھ منڈی اور کلو کی طرف بھیجا گیا۔“

صاف ظاہر ہے کہ جہاں کہیں غیور مسلمان اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے سکھوں کے خلاف صف آرا ہوتے تھے، مرزا قادیانی کے والد بزرگوار ان کا صفایا کرنے کے لئے سکھوں کی فوج لے کر پہنچ جاتے تھے اور ان کو تہہ تیغ کئے بغیر واپس نہ آتے تھے۔

پھر لکھتے ہیں:

”اور ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ فوج کا کمیدان (کمانڈر) بنا کر پشاور روانہ کیا گیا، ہزارہ کے مفسدہ میں اس نے کارہائے نمایاں کئے اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ (مرحبا چہ خوب) اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج لئے دیوان مولراج کی امداد کے لئے ملتان کی طرف جارہا تھا تو غلام محی الدین نے مصر صاحب دیال کی فوج کے ساتھ باغیوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی ان کو سوائے دریائے چناب کے کسی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہ تھا، جہاں چھ سو سے زیادہ آدمی ڈوب کر مرگئے۔“

معلوم ہے وہ باغی کون تھے؟ وہ مسلمان مجاہد تھے، جنہوں نے ملتان کے ظالم حاکم مولراج کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا۔ یہ واقعات سکھوں کے عہد حکومت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اب انگریزوں کی آمد کے بعد کے متعلق مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں:

”الحاق کے موقع پر اس خاندان کی جائیداد ضبط کی گئی، مگر ۷۰۰ روپے پنشن غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائیوں کو عطا کی گئی اور قادیان اور اس کے گرد نواح کے موضعات پر ان کے حقوق مالکانہ رہے۔ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں، غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر موصوف تریموں گھاٹ پر ۴۶ نیٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہہ تیغ کیا، جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ: ”۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا، نظام الدین کا بھائی امام الدین (مرزا قادیان کا چچازاد بھائی) جو ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا دہلی کے محاصرہ کے وقت ہاڈسن ہارس رسالہ میں رسالدار تھا اور اس کا باپ غلام محی الدین تحصیلدار تھا۔“ (سیرت مسیح موعود ص:۶ تا ۸)

(جاری ہے)

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486, 4783486